Presented by: https://jafrilibrary.com

بحار الانوار کی داستانیں

تیسری جلد

تالیف: حجۃ الاسلام و ا لمسلمین جناب محمود ناصری

ترجمہ: اقبال حیدر حیدری

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ و السلام علی سیدنا و نبینا أبی القاسم محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) و آلہ الطاھرین المعصومین المظلومین لاسیما علی بقیۃ اللہ فی العالمین، و لعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین۔

واقعات، داستانوں اور قصوں کا بیان کرنا، سننا اور ان کا سبق آموز ہونا ایک ناقابل انکار حقیقت ھے، انسان واقعات کو بڑے ھی شوق سے پڑھتا اور سنتا ھے، کیونکہ ان سے ایک گھری دلچسپی ہوتی ھے، قرآن مجید میں بھی گزشتہ انبیاء اور امتوں کے بہت سے واقعات بیان ہوئے ھیں اور قرآن مجید کے سورہ یوسف کا نام "احسن القصص" یعنی بہترین قصہ ہونا اس موضوع کو روشن کردیتا ھے۔

داستانوں کی خصوصیت یہ ہوتی ھے کہ سخت سے سخت مطالب کو آسان صورت میں بیان کیا جاسکتا ھے، اور واقعہ جتنا دلچسپ انداز میں بیان ہوتا ھے اسی لحاظ سے پڑھنے یا سننے والا اس پر اتنا ھی دھیان دیتا ھے۔

اسی چیز کے پیش نظر جناب آقای محمود ناصری صاحب نے بحار الانوار (جو شیعہ ممتاز شخصیت علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی عظیم الشان تالیف ھے اور شیعوں کی سب سے عظیم الشان اور گرانقدر حدیث کا مجموعہ ھے) میں بیان ہونے والی روایتوں اوراحادیث کو واقعات کی شکل میں بیان کیا، جس سے اس کتاب کی مقبولیت اور بھی زیادہ ہوگئی، اس سلسلہ کی تقریباً چھ جلدیں فارسی میں چھپ چکی ھیں۔

لہٰذا مؤسسہ امام علی علیہ السلام قم کے مدیر اعلیٰ حجۃ الاسلام و المسلمین جناب آقای جواھری صاحب نے دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کے ترجمہ کی پیش کش کی، چنانچہ اس وقت یہ کتاب اردو داں طبقہ کے لئے پیش کی جاری ھے، امید ھے کہ کتاب کے نقائص اور خطاؤں کی طرف متوجہ کریں گے ، نیز بندہ ناچیز کو دعائے خیر میں یاد رکھیں گے۔

گر قبول افتد زھے عز و شرف

التماس دعا

اقبال حیدر حیدری

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیش گفتار

"بحار الانوار کے واقعات" کو در حقیقت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی عظیم الشان اور معتبر کتاب "بحار الانوار"کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اور سبق آموز حصہ شمار کیا جانا چاہئے، کیونکہ اس علمی اور معنوی کتاب کے مطالب حقیقت میں "نورکے دریاؤں" کے مصداق ھیں۔

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی ولادت ۱۰۳۷ھ میں شہر اصفہان میں ھوئی، اور ۷۳ سال اسلام اور شیعیت کی خدمت اور شیعوں کی سب سے بڑی احادیث کی کتاب کی تالیف کے بعد اس دنیا سے رخصت ھوئے، موصوف کو مسجد عقیق اصفہان میں دفن کیا گیا، آپ کا مرقد آپ کے عاشقوں اور قدر دانوں کی زیارت گاہ بنا ھوا ھے۔

علامہ مجلسیش ایک متقی اور پرھیزگار اور آداب اسلامی کی رعایت کرنے والے، دینی مجالس، دینی ومذھبی پروگرام کو رائج کرنے والے کے عنوان سے یاد کئے جاتے ھیں، یہ جلیل القدر عالم صفوی حکومت میں اثرو نفوذ رکھنے کے باوجود دنیوی تعلقات سے دور تھے اور تواضع و معنویت اور مکمل تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔

علامہ مجلسی ش جامع علوم اسلامی تھے، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، تاریخ، رجال اور درایہ میں اپنے زمانہ کی ممتاز شخصیت شمار کئے جاتے تھے، صاحب حدائق جیسے افراد نے تاریخ اسلام میں آپ کی علمی شخصیت کو بے نظیر قرار دیا ھے، اسی طرح محقق کاظمی اپنی کتاب"مقابیس" میں تحریرفرماتے ھیں:

"علامہ مجلسیش، فضائل و اسرارکے مرکز، صاحب حکمت اور دریائے نور کے تیرنے والے تھے ، آنکھوں نے آج تک ان جیسی شخصیت نہیں دیکھی!"۔

لہٰذا آپ کی ذات گرامی میں ایسے بہت سے فضائل اور خصوصیات تھے جن کی وجہ سے علامہ بحر العلوم اور شیخ اعظم انصاری نے آپ کو "علامہ" کے نام سے یاد کیا ھے۔

اگر علامہ مجلسی شکی کتابوں اور تالیفات کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ھوجائے گا کہ آپ علوم عقلی اور ادبیات، لغت، ریاضیات، جغرافیہ، طب، نجوم وغیرہ جیسے علوم سے آگاھی رکھتے تھے۔

جیسا کہ ذکر ھوا ھے کہ بحار الانوار شیعوں کی سب سے عظیم الشان کتاب شمار ھوتی ھے، اور خود ایک عظیم اور گرانقدر "دائرۃ المعارف" اور اسلامی تعلیمات کالا متناھی خزانہ ھے۔

اس کتاب میں علامہ مرحوم کا طریقہ کار یہ تھا کہ تمام احادیث اور روایات کو مخصوص ترتیب و تنظیم کے ساتھ جمع کردیں، اور اس سلسلہ میں اپنے زمانہ کے علماء اور اپنے شاگردوں کی مدد بھی حاصل کی، موصوف اس کتاب کی تالیف میں دور دراز کے سفر بھی کیا کرتے تھے اور کسی بھی طرح کی کوشش سے ھاتھ نہیں کھینچا، کتاب کا اصلی موضوع حدیث اور انبیاء و ائمہ معصومین علیھم السلام کی زندگی ھے، اس سلسلہ میں تفسیر اور تشریح میں فقھی، تفسیری، کلامی، تاریخی اور اخلاقی مختلف منابع و مآخذ کی روایات سے فائدہ اٹھایا ھے۔

کتاب "بحار الانوار" متعدد بار شائع ھوچکی ھے، لیکن کتاب ہذا میں ھمارا مدرک و مآخذ تھران ایڈیشن ھے جو ۱۱۰ جلدوں پر مشتمل ھے، ضمناً عرض کردیا جائے کہ یہ کتاب اس وقت کمپیوٹر سی ڈی کی شکل میں بھی موجود ھے جس سے روایات تک پہنچنا آسان ھے۔

کتاب ہذا کے مؤلف مدتوں سے اس فکر میں تھے کہ اس نورانی کتاب بحار الانوار کے واقعات اور مفید مطالب کو دینی برادران اور نوجوانوں تک پہنچائیں، لیکن چونکہ یہ کتاب عربی میں ھے اور اکثر لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے، اسی وجہ سے ھم نے اس عظیم دائرۃ المعارف کے واقعات اور بیش بہا نکات کا ترجمہ کیا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور ”داستانھای بحار الانوار“ (یعنی بحار الانوار کی داستانیں) کے عنوان سے ترتیب دیا۔

ھم اس وقت بحار الانوار کی تیسری جلد آپ کی خدمت میں پیش کر رھے ھیں، تاکہ عوام اور جوانوں کو اسلامی تعلیمات اور شیعہ رھبروں کے اخلاق اور ان حضرات کی سوانح حیات سے آشنا کیا جاسکے۔

اس کتاب کے واقعات تین حصوں میں تقسیم کئے گئے ھیں:

پھلا حصہ چودہ معصومین علیھم السلام کے واقعات اور روایات پر مشتمل ھے۔

دوسرا حصہ چودہ معصومین علیھم السلام کے معاصرین کے حالات پر مشتمل ھے۔ (نکات اور اقوال)

تیسرا حصہ گزشتہ انبیاء علیھم السلام اور گزشتہ امتوں کے واقعات پر مشتمل ھے۔

یہ بات ذکر کردینا ضروری ھے کہ واقعات کے ترجمہ میں امانت کا خیال رکھتے ھوئے تحت اللفظی ترجمہ سے ایک قدم آگے بڑھایا گیا تاکہ بہترین الفاظ میں صحیح معنی ادا کئے جاسکیں، نیز اس سلسلہ میں بعض مقامات پر دیگر ترجموں سے بھی فائدہ اٹھایا گیا ھے۔

یقینی طور پر حقیر ترجمہ میں احتمالی خامیوں سے آگاہ ھے اس سلسلہ میں کوئی دعویٰ نھیں ھے، لیکن امید ھے کہ اھل نظر اپنے مفید مشوروں سے نوازیں گے تاکہ اس جلد اور اس کے بعد کی جلدوں میں ان سے استفادہ اٹھایا جاسکے۔

محمود ناصری

حوزہ علمیہ ۔ قم

۱۳۷۸ ھجری شمسی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پهلا حصہ:

چهارده معصومین علیهم السلام

چوده نورانی دریا

<۱>

بهشتی درخت

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا:
جوشخص سبحان الله کهے خداوند عالم اس کی جزامیں اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگاتا ھے ۔
جوشخص الحمد لله کهے خداوند عالم اس کی جزامیں اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگاتا ھے ۔
جوشخص لاالہ الا الله کهے خداوند عالم اس کی جزامیں اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگاتا ھے ۔
جوشخص الله اکبر کهے خداوند عالم اس کی جزامیں اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگاتا ھے ۔
اس وقت ایک قریشی شخص نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے عرض کیا :
یا رسول الله: اس صورت میں جنت میں همارے درخت زیادہ هوجائینگے کیونکہ هم همیشہ یہ ذکر کرتے رہتے هیں۔
رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:
جی هاں: ٹهیک هے لیکن دهیان رکهو کہ کهیں ایسا نہ هو کہ ان درختوں کو گناهوں کی آگ جلاکر راکھ بنا دے۔
کیونکہ خداوندعالم نے فرمایا:
"اے ایمان والو! خدااور اس کے رسول کی اطاعت کرواور اپنے اعمال کوباطل نہ کرو"۔[1]

<۲>

بہترین آرزو

ربیعہ بن کعب کا کهنا هے:
ایک روز پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے مجھ سے فرمایا:
ربیعہ! تم نے سات سال میری خدمت کی ،کیا تم مجھ سے اجر نهیں لوگے؟
میں نے عرض کیا : یا رسول الله! اس بارے میں سوچنے کا موقع دیں۔

---

[1] بحار ، ج ۸ ،ص۱۸۶ ،ج ۹۳، ص ۱۶۸ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جب میں دوسرے روزرسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی خدمت میںگیا تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا : اے ربیعہ ! اپنی حاجت کو بیان کرو!

میں نے کہا:خدا سے دعا کریں کہ مجھے آپ کے ساتھ جنت میں داخل کرے۔

آپ نے فرمایا: یہ درخواست کس سے سیکھی ھے؟

عرض کیا : کسی نے مجھے نہیںسکھایا لیکن میں نے خود سوچا ھے کہ اگر دنیا کا مال لوں تو وہ نابود ھونے والاھے اور اگر طولانی عمر اور اولاد چاھوں تو ا س کاسرانجام موت ھے، اس وقت پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے کچھ دیر تک سر جھکا لیا اور اس کے بعد فرمایا: میں یہ کام انجام دیتا ھوں ،لیکن تو بھی زیادہ سجدوں کے ذریعہ میری مدد کراور زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھ۔[1]

<۳>

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کا مزاح

ایک بڑھیا پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں حاضر ھوئی جو جنت میں جانا چاہتی تھی ۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اس سے فرمایا:

کوئی بھی بُڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔

وہ روتی ھوئی پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی بزم سے چلی گئی۔

بلال حبشی نے اس کو روتے ھودیکھا۔

پوچھا:

کیوں رورھی ھو؟

کہا :یہ میرا رونا اس وجہ سے ھے کہ پیغمبر نے فرمایا :

کوئی بھی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔

بلال پیغمبر کی خدمت میں پھنچے اور بڑھیا کا حال بیان کیا ، آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا:

کوئی کالابھی جنت میں نہیں جائے گا۔

بلال غمگین ھو ئے اور دونوںبیٹھ کر رونے لگے۔

پیغمبر کے چچا جناب عباس نے انھیں اس حال میں روتے ھوئے دیکھا تو پوچھا:

آپ لوگ کیوں رو رھے ھیں؟

انھوں نے پیغمبر کا واقعہ بیان کیا ۔

یہ سن کر جناب عباس نے یہ واقعہ پیغمبر کی خدمت میں بیان کیا ۔

حضرت نے اپنے سن رسیدہ چچا سے فرمایا:

کوئی بوڑھا بھی جنت میں نہیں جائے گا۔

جناب عباس بھی غمگین اور پریشان ھوئے۔

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے ان تینوں آدمیوں کے پاس بیٹھ کر انھیں خوش کرنا چاھا اور فرمایا:

[1] بحار، ج۶۹، ص ۴۰۷۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خداوند عالم اھل بہشت کو نورانی جوانوں کی شکل میں جنت میناس طرح داخل کرے گا کہ انکے سر پر تاج ھوگا اور کوئی بوڑھا، کالا اور بد صورت جنت میں نھیں جائے گا، (بلکہ جوان ھوکر اور خوبصورت شکل میں جنت میں جائیں گے)۔[1]

<۴>

خیانت کار کی نگاہ

ایک شخص نے پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں عرض کیا :

فلا ں شخص پڑوسی کی عورت کو بری نظر سے دیکھتا ھے اور اگر ممکن ھو تو وہ عزت کے منافی کام بھی کر ڈالے۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)اس واقعہ سے سخت پریشان ھوئے اور فرمایا : اس کو میرے پاس لے کر آؤ۔

ایک دوسرے شخص نے کہا:

وہ آپ کا پیرو ھے ، وہ ان لوگوں میںسے ھے جو لوگ آپ کی رسالت اور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت پرایمان رکھتے ھیں اور وہ آپ کے دشمنوںسے بیزار ھے ۔

پیغمبر اکر م (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا :

یہ نہ کھو کہ وہ آپ کا پیرو ھے ،کیونکہ یہ بات جھوٹ ھے،اس لئے کہ ھمارے پیرو وہ ھیں جو ھمار ے پیرواور مطیع ھونے کے ساتھ ساتھ ان کا عمل بھی ھمارے جیسا ھو ۔

لیکن اس شخص کے بارے میں جو تم نے بات کھی ھمارے اعمال و کردار کے مطابق نھیں ھے[2]

<۵>

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی پانچ نصیحتیں

ایک شخص بنام (ابو ایوب انصاری) پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں پھنچے اور عرض کی: یا رسول اللہ: مجھے ایک ایسی نصیحت کرینجو مختصر ھو تا کہ آسانی سے یاد کرلوں اور اس پر عمل کروں۔

پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا :

میں تمھیں پانچ چیزوں کی نصیحت کرتا ھوں:

۱۔جو چیز لوگوں کے ھاتھ میں ھے اس کی امید نہ رکھو، کہ حقیقت میں یہ چیز بے نیاز ی ھے۔

۲۔لالچ سے پرھیز کرو کیونکہ لالچ موجودہ غربت ھے۔

۳۔ایسی نماز پڑھو کہ گویا یہ تمھاری آخری نماز ھے اور دوسری نماز پڑھنے کے لئے زندہ نھیں رھوگے۔

۴۔اس کام سے پرھیز کرو جس سے بعد میں معافی مانگنے کی نوبت آئے۔

۵۔اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند کرو کہ جو تمھیں پسند ھے۔[3]

---

[1] بحار، ج ۱۰۳، ص۸۴۔

[2] بحار، ج ۶۸، ص۱۵۵۔

[3] بحار،ج ۷۴، ص ۱۶۸۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۶>

علم حاصل کرنے کی اهمیت

ایک روز ر سول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)مسجد میں تشریف لائے اور دو نشستوں کو دیکھا ۔

ایک نشست علم و دانش کی ھے ، جس میں اسلامی تعلیمات کی بحث ہورھی ھے اور دوسری نشست دعا اور مناجات کی ھے جس میں خدا سے مناجات کی جارھی ھے اورکچھ دعا کررھے ھیں ۔

پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا :

یہ دونوں نشستیں اچھی ھیں اور میں دونوں کو دوست رکھتا ھوں ، وہ لوگ دعاکررھے ھیںاور یہ لوگ علم کا راستہ طے کر رھے ھیں اور اَن پڑھ لوگوں کو تعلیم دے رھے ھیں لیکن میں گروہ دوم کو گروہ اول پر جو صرف دعا اور مناجات میں مشغول ھیں ترجیح دیتا ھوں ،کیونکہ میں خود خداوند عالم کی جانب سے تعلیم و تربیت کے لئے مبعوث ھو اھوں۔

اور پھر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تعلیم دینے والوں کے گروہ سے ملحق ھوگئے اور ان کے ساتھ علم کی مجلس میں بیٹھ گئے۔[1]

<۷>

خداوند عالم کی پسند یدہ چار خصلتیں

خداوندعالم نے پیغمبر اکر م (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)پر وحی نازل کی کہ میں جعفر بن ابی طالب کی چار صفات کی وجہ سے قدردانی کرتا ھوں۔

پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے جعفر کو بلایا اور یہ خبر ان کو دی ۔

جعفر نے عرض کیا :

اگر خداوند عالم آپ کو وحی نازل نہ کرتا ۔تو میں بھی آپ سے اظہار نہ کرتا۔

یا رسول اللہ میں نے کبھی بھی شراب نہیں پی ھے کیونکہ میں جانتا تھاکہ اگر پیئونگا تو میری عقل خراب ھوجائے گی ۔

اور میں نے ھرگز جھوٹ نہیں بولا کیونکہ جھوٹ مروت کے خلاف اور کمال انسانی کے خلاف ھے ۔

میں نے ھرگززنا نہیں کیا کیونکہ میں ڈرتاھوں کہ اگر میں یہ عمل انجام دو نتو کھیں میرے گھر والوں کے ساتھ یھی عمل انجام نہ دیا جائے ۔

اور میں نے ھرگز بتوں کی پوجانھیں کی ،کیونکہ میں جانتا تھاکہ بتوں کی پوجا میں کوئی فائدہ نہینھے ۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنا ھاتھ ان کے شانے پر رکھا اور فرمایا:

شایان شان ھے کہ خداوند عالم تمھیں دو پر عطا کرے تاکہ تم بھشت میں پرواز کرسکو۔[2]

---

[1] بحار،ج ۱، ص ۲۰۶۔
[2] بحار ،ج ۲۲، ص ۲۷۵

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جعفر بن ابی طالب جو حضرت علی علیہ السلام کے بھائی تھے ، ان کے دونوں ھاتھ جنگ موتہ میں قلم ھوگئے اور وہ شہید ھوگئے، خداوند عالم نے ان کو ھاتھوں کے بدلے دوپر دیئے تاکہ بھشت میں پرواز کرسکیں۔

<۸>

امتحان کی منزل

ثعلبۂ انصاری ، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا:

یا رسول ا للہ! خداوندعالم سے میرے لئے دعا کریں کہ وہ مجھے مال و دولت عطا کرے۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

اے ثعلبہ! قناعت کرو، وہ تھوڑا مال جس کا شکر بجا لاسکوں اس زیادہ مال و دولت سے بہتر ھے جس کا شکر بجا نہ لاسکو۔

ثعلبہ یہ سن کر چلا گیا اور پھر چند روز بعد دوبارہ آیا اور اپنی خواھش بیان کی۔

اس دفعہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

اے ثعلبہ! مگر کیا میں تیرے لئے سر مشق نہیں ھوں؟ کیا تو خدا کے نبی کی طرح رھنا نہیں چاہتا؟ خدا کی قسم! اگر میں چاھوں تو زمین کے پھاڑ میرے لئے سونا اور چاندی بن جائیں اور میرے ساتھ ساتھ رھیں، لیکن جیسا تو دیکھ رھا ھے اورجیسا خدا نے میرے مقدر میں قراردیا ھے میں اسی پر راضی ھوں۔

ثعلبہ چلا گیا، لیکن چند روز بعد پھر آیا اور اس نے کہا:

یا رسو ل اللہ! دعا کردیں! خداوندعالم مجھے مال و دولت عطا کرے، میں خدا کا حق اور غریبوں اور رشتہ داروں کا حق ادا کروں گا۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے دیکھا کہ ثعلبہ اصرار پر اصرار کر رھا ھے، تو آپ نے اس کے لئے دعا کردی:

پالنے والے! ثعلبہ کو مال و دولت عطا فرما!

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی دعا کے بعد ثعلبہ نے ایک گوسفند خریدا، اور اس کے گوسفندوں میں برکت ھونے لگی یھاں تک کہ مدینہ کی گلیاں اس کے لئے تنگ ھوگئیں اور وہ شھر میں نہ رہ سکا ، چنانچہ وہ شھر سے باھر آگیا۔

ثعلبہ پھلے تو تمام نمازیں مسجد میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی اقتدا میں پڑھتا تھا، لیکن آھستہ آھستہ اس کے گوسفند اتنے زیادہ ھوگئے کہ نماز جماعت میں شرکت نہ کرسکا، اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی نماز جماعت کے ثواب سے محروم ھوگیا، اور وہ صرف نماز جمعہ پڑھنے مدینہ میں آیا کرتا تھا اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی اقتدا میں صرف نماز جمعہ پڑھتا تھا۔

اور پھر آھستہ آھستہ اس کی دنیوی مشکلات بڑھتی گئیں اور ھر روز اس کے مال و دولت میں اضافہ ھوتا گیا، یھاں تک کہ وہ پھر مدینہ کے اطراف میں بھی نہ رہ سکا، مجبوراً مدینہ سے دور دراز کے علاقہ میں جانا پڑا، اور پھر نماز جمعہ پڑھنے کی فرصت سے بھی ھاتھ د ھو بیٹھا، اور مکمل طور پر مدینہ سے رابطہ ختم ھوگیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے کسی کو اس کے پاس بھیجا تاکہ ثعلبہ کے مال کی زکوٰة لے کر آئے۔

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے بھیجے ھوئے شخص نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کا پیغام ثعلبہ تک پھنچایا، اور اس سے زکوٰة ادا کرنے کے لئے کھا، لیکن ثعلبہ نے اپنے مال کی زکوٰة ادا نھیں کی اور کھا: یہ تو وھی جزیہ یا اس کے مشابہ چیز ھے جو یهود و نصاریٰ سے لیا جاتا ھے، کیا ھم کافر ھیں؟

رسول کا فرستادہ واپس آیا اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں ثعلبہ کا واقعہ نقل کیا، اس موقع پر رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

وائے ھو ثعلبہ پر! وائے ھو ثعلبہ پر!

اور فوراً قرآن کریم کی یہ آیت نازل ھوئی:

ترجمہ: " ان میں سے وہ بھی ھیں جنھوں نے خدا سے عھد کیا کہ اگر وہ اپنے فضل و کرم سے عطا کردے گا تو اس کی راہ میں صدقہ دیں اور نیک بندوں میں شامل ھوجائیں گے، اس کے بعد جب خدا نے اپنے فضل سے عطا کردیا تو بخل سے کام لیا اور کنارہ کش ھو کر پلٹ گئے، تو ان کے بخل نے ان کے دلوں میں نفاق راسخ کردیا اس دن تک کے لئے جب یہ خدا سے ملاقات کریں گے اس لئے کہ انھوں نے خدا سے کئے ھوئے وعدہ کی مخالفت کی اور جھوٹ بولے ھیں"۔[1]

ثعلبہ اس امتحان کی منزل سے کامیاب نہ نکل سکا، اور سر انجام اس نے بدبختی کے عالم میں دنیا کو الوداع کیا[2]

<۹>

شوھر کی اطاعت

ایک انصار ی شخص نے سفر کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی زوجہ سے کھا جب تک میں سفر سے واپس نہ آؤں تم گھر سے باھر نہ نکلنا۔ شوھر کے سفر کے بعد بیوی نے سناکہ میراباپ مریض ھوگیا ھے ۔

کسی شخص کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے پاس بھیجا اور یہ پیغام پہچایا کے میرا شوھر سفر پر گیا ھے اور مجھ سے کہہ گیا ھے کہ جب تک میں گھر نہ آجاؤں گھر سے باھر نہ نکلنا، لیکن اس وقت میرا باپ سخت مریض ھے ،مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے باپ کی عیادت کے لئے جاوں۔

پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا :

گھر میں رھو، اور شوھر کی اطاعت کرو۔

کئی دن گذر گئے بیوی نے سنا کے میرے باپ کا مرض زیادہ بڑھ گیا ھے ۔ دوسری بار پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ یا رسول اللہ: اجازت دیجئے میں اپنے باپ کی عیادت کے لئے چلی جاؤ؟

حضرت نے فرمایا:

گھر میں رھو، اور شوھر کی اطاعت کرو۔

کچھ مدت بعد اس نے سنا کہ میرا باپ مر گیا ھے تیسری بار پھر کسی کو بھیجا اور پیغام بھجوایا کہ میرا باپ دنیا سے رخصت ھوگیا ھے ، آپ مجھے اجازت دیں کہ ان کے جنازہ میں شرکت کروں، اور ان کی نماز پڑھوں ؟

---

[1] سورہ توبہ، آیت ۷۵ تا ۷۷۔

[2] بحار، ج ۲۲، ص ۴۰۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اس بار بھی اجازت نہیں دی اور فرمایا:

گھر میں رھو، اور شوھر کی اطاعت کرو۔

چنانچہ اس کے باپ کو دفن کردیا گیا۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اس کے بعد کسی کو اس عورت کے پاس بھیجا اور فرمایا:

اس سے کھنا کہ تو نے شوھر کی اطاعت کی ھے اس وجہ سے خداوندعالم نے تیرے اور تیرے باپ کے گناہ بخش دیئے ھیں۔[1]

<۱۰>

عاقبت اندیشی

ایک شخص حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی خدمت میں پھنچا اور عرض کیا :

مجھے نصیحت فرمائیں؟

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:اگر میں کھوں تو عمل کرو گے ؟

اس شخص نے کھا :جی ھاں ۔

حضرت نے دوبار ہ پھر یھی سوال کیا اور اس بارپھر اس شخص نے یھی جواب دیا کہ جی ھاں ۔

پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اس سے پکا وعدہ لے کراور اس کو مطلب کی اھمیت پر متوجہ کیا اور فرمایا:میں تجھے نصیحت کرتاھوں :

جس وقت کوئی کام انجام دینا چاھو تو سرانجام اور عاقبت کو نظر میں رکھواور یہ سوچو کہ اگر اس کا سرانجام نجات اور ھدایت ھے تو اس کام کو انجام دو ورنہ اس سے پرھیز کرو۔اور اس کو انجام نہ دو۔

یعنی اگر کسی کام میں رضائے الٰھی ھو تو اسے بجالائیں اور اگر رضائے الٰھی نہ ھو تو اس کام کو چھوڑ دیں۔[2]

<۱۱>

نہ نقصان پھنچانا نہ نقصان برداشت کرنا

سمرہ بن جندب کاخرمے کاایک درخت ایک انصاری کے باغ میں تھا وہ کبھی کبھی اپنے درخت کو دیکھنے آتا تھا،اور کسی کی اجازت کے بغیر داخل ھوتا تھا اور ترچھی نگاھوں سے دیکھتا تھا۔ ایک روز اس انصاری نے کھا :

سمرہ : تم اچانک ھمارے گھر میں چلے آتے ھو یہ ھمیں اچھا نھیں لگتا لہٰذا جب بھی آنے کا ارادہ کیا کرو پھلے اجازت لے لیاکرو اور بغیر بتائے گھر میں نہ آیا کرو۔

سمرہ نے اس کی بات نھیں مانی اور کھا :

یہ راستہ میرا ھے اور میں حق رکھتا ھوں کہ اجازت کے بغیر آؤں۔

اس انصاری نے مجبور ھوکر رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)سے شکایت کی اور کھا :

---

[1] بحار، ج ۲۲، ص ۱۴۵۔

[2] بحار،ج ۹۴،ص۷۰۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ شخص بغیر اطلاع کے آجاتا ھے اور میرے بیوی بچے اس کی نگاھوں سے محفوظ نھیں رہتے، اس سے فرمائیں کہ وہ بلا اطلاع گھرمیں داخل نہ ھوا کرے۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے حکم دیا کہ سمرہ کوھمارے پاس لا یا جائے، جب و ہ آگیا تو آپ نے اس سے فرمایا :

فلا نشخص تمھاری شکایت کرتا ھے اور کہتا ھے کہ تم بغیر اطلاع کے اس کے گھر میں داخل ھو تے ھو ، جس کی وجہ سے اس کے گھر والے اچھی طرح پردہ نھیں کرسکتے، لہٰذا اس کے بعد سے تم اجازت لے کر داخل ھوا کرو اور بغیر اطلاع کے داخل نہ ھوا کرو۔

سمرہ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے فرمان کو بھی نھیں مانا۔

توپیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:پھر درخت کو بیچ ڈالو۔

سمرہ تیار نھیں ھوا، حضرت نے کئی گُنا قیمت بڑھادی، لیکن وہ پھر بھی راضی نہ ھوا، اسی طرح آپ قیمت بڑھاتے رھے ، لیکن سمرہ کسی طرح بھی تیار نھیں ھوا، یہاں تک کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا :

اگر تو اس درخت کو چھوڑ دے تو میں تجھے بھشت میں ایک درخت دلاؤں گا۔

لیکن سمرہ پھر بھی تیار نھیں ھوا اور وہ اصرار کرتا رھا کہ میں نہ اپنے درخت سے دست بردار ھوں گااور نہ ھی باغ میں جاتے وقت کسی سے اجازت لونگا۔

اس وقت پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:تو لوگوں کو نقصان پہچانے والا اورسختی کرنے والا ھے ، اور ھمارے دین اسلام میں نہ کسی سے نقصان برداشت کرنا قبول ھے اور نہ کسی کو نقصان پھنچانا قبول ھے۔

اور پھر آپ نے اس انصاری کی طرف رخ کر کے فرمایا:

جاؤ وہ خرمے کے درخت کاٹ ڈالو، اور سمرہ کے سامنے ڈال دو، چنانچہ وہ گیا اور اس نے یہ کام کر ڈالا، اس موقع پر حضرت نے سمرہ سے کہا:

اب جاؤ اپنے درخت کوجھاں بھی چاھو لگا لو ۔[1]

<۱۲>

بیما ری کے بستر پر

ایک مسلمان بیماری کے بستر پر لیٹا ھوا تھا۔ پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)اپنے اصحاب کے ساتھ اس کے پاس پھنچے، وہ اس وقت بے ھوش تھا۔رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا:

اے ملک الموت! اس شخص کو چھوڑدے تاکہ میں اس سے کچھ سوالات کروں۔

چنانچہ اس شخص کو اچانک ھوش آگیا۔

پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اس سے فرمایا:

کیا دیکھ رھے ھو؟

اس شخص نے کہا :

بہت زیادہ سفیدی اور بہت زیادہ سیاھی دیکھ رہا ھوں۔

ان دو نوں میں سے کون سی چیز تمھارے زیادہ نزدیک ھے؟

سیاھی مجھ سے زیادہ نزدیک ھے۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا: کھو:

” اَللّٰھم اغفر لی الکثیر من معاصیک واقبل منی الیسیر من طاعتک“

[1] بحار،ج ۲۲، ص ۱۳۵۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

”خدا وندا! میرے گناھوں کی کثرت معاف کردے اور میری کم اطاعت قبول فرما“!

چنانچہ اس مرد نے یہ دعا پڑھی اور پھر بے ھوش ھوگیا۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے دوبارہ فرشتہ سے فرمایا:

کچھ دیر کے لئے اس پر سختی نہ کرو، تا کہ اس سے کچھ سوال کرسکوں۔

اس کے بعد وہ شخص پھر ھوش میں آگیا۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

اب کیا دیکھ رھے ھو؟

اس مرد نے کھا: بہت زیادہ سیاھی اور بہت زیاہ سفیدی دیکھ رھا ھوں۔

کون سی چیز تم سے زیادہ نزدیک ھے؟

اس نے کھا: سفیدی زیادہ نزدیک ھے۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے حاضرین سے فرمایا:

خداوندعالم نے تمھارے اس دوست کو بخش دیا ۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرمایا:

جب تم حالت احتضار میں کسی شخص کی بالین پر جاؤ تو (مذکورہ دعا) اس کو بتاؤ اور اسے اس کی تلقین کرو۔[1]

<۱۳>

خرافات سے مقابلہ

جس وقت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے فرزند ارجمند جناب ابراھیم کا انتقال ھو تو (اتفاق سے) اُسی روز سورج گرھن ھوا۔بعض لوگوں نے کھا:

سورج بھی ابراھیم کے موت پر غمگین ھے (یہ ھے عظمت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی)

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے ابراھیم کے جنازہ کی تدفین سے پھلے ھی لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

اے لوگو! چاند اور سورج خدا کی دو نشانیاں ھیں، اور اسی کے حکم پر چلتے ھیں اور خدا کے حکم کے فرمانبردار ھیں، ھرگز کسی کے مرنے پر یہ گرھن نھیں ھوتے! اور جب بھی سورج یا چاند گرھن ھو تو نماز آیات پڑھا کرو!اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز آیات با جماعت ادا کی، اور پھر حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

میرے بیٹے ابراھیم کی میت دفن کرنے کے لئے تیار کرو!

حضرت علی علیہ السلام نے ابراھیم کے جنازے کو غسل دیا اور کفن پھنایا اس کے بعد سبھی لوگوں نے دفن کردیا ۔[2]

---

[1] بحار، ج۶، ص ۱۹۷۔

[2] بحار، ج۲۲، ص ۱۵۵۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۱۴>

کام کو مستحکم طور پر انجام دینے کا سبق

جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اپنے بیٹے ابراھیم کا کفن و دفن کردیا، اس وقت آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ھوئی تھیں، اس وقت آپ نے فرمایا:

ھمارے دل غم زدہ ھیں، آنکھوں سے آنسو بہہ رھے ھیں، لیکن ایسی کوئی بات نھیں کہتے جس سے خدا ناراض ھو۔

اور پھر فرمایا:

اے ابراھیم! ھم تمھاری موت پر غمگین ھیں۔

اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے قبر کے ایک گوشہ کو دیکھا جواچھی طرح صحیح نھیں ھوپایا تھا، آپ نے اپنے مبارک ھاتھوں سے اس کو صاف کیا اور پھر فرمایا:

جب بھی تم کوئی کام انجام دیا کرو تو اس کو مستحکم اور بہترین طور پر انجام دیا کرو۔[1]

<۱۵>

سب سے زیادہ محبوب نام

جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ھیں: میں نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں عرض کیا: حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا فرماتے ھیں؟

تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا: وہ میری جان ھیں!

میں نے عرض کیا: حسن و حسین (علیھما السلام) کے بارے میں کیا فرماتے ھیں؟

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے جواب دیا:

وہ دونوں میری روح اور ان کی والدہ فاطمہ (ع)زھرا میری لخت جگر ھیں،جو شخص بھی انھیں ناراض کرے ا س نے مجھے ناراض کیا اور جس نے انھیں خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا، میں خدا کو گواہ قرار دیتا ھوں کہ میری اس سے جنگ ھے جو ان کے ساتھ جنگ کرے اور میری اس سے صلح ھے جو ان کے ساتھ صلح کرے۔

اے جابر! جب بھی تم چاھو کہ کوئی دعا کرو اور تمھاری دعا قبول ھو تو خداوندعالم کو انھینناموں کا واسطہ دے کر پکارو کیونکہ یہ نام خداوندعالم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نام ھیں۔[2]

<۱۶>

پڑوسی کی حدود

انصار کا ایک شخص پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی:

---

[1] بحار، ج۲۲، ص ۱۵۷۔

[2] بحار الانوار، ج۹۴، ص ۲۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں نے فلاں محلہ میں مکان خریدا ھے ، اور میرے پڑوس میں ایک ایسا آدمی ھے کہ مجھے اس سے نیکی کی امید نہیں اور اس کے شر سے بھی آسودہ خاطر نہیں ھوں۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے حضرت علی علیہ السلام، جناب سلمان، جناب ابوذر (اور راوی کا کھنا ھے کہ چوتھے شاید مقداد تھے) کو حکم دیا کہ مسجد میں جا کر یہ اعلان کردو کہ جس کا پڑوسی اس کی اذیت اور تکلیف سے امان میں نہ ھو تو وہ ایمان نہیں رکھتا، چنانچہ یہ حضرات مسجد میں گئے اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے فرمان کو مسجد میں جاکر تین بار بلند آواز میں اعلان کیا، اور پھر آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا:

انسان کے داھنی طرف، بائیں طرف اور آگے و پیچھے سے پڑوسی حساب ھوتے ھیں۔[1]

<۱۷>

غضب سے پرھیز کرنا

ایک شخص پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں حاضر ھوا اور اس نے عرض کی:

یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز کی تعلیم دیں جو میرے لئے سعادت اور خوشبختی کا سبب ھو۔آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

جاؤ غضب سے دوری اور غصہ سے پرھیز کرو!

اس شخص نے کہا:

یھی نصیحت میرے لئے کافی ھے۔

اس کے بعد وہ اپنے گھر اور قبیلہ کی طرف واپس چلا گیا، اس نے دیکھا کہ اس کے آنے کے بعد ایک ناگوار واقعہ پیش آگیا ھے اور اس کے قبیلہ والے دوسرے قبیلہ والوں سے اختلاف کر رھے ھیں، دونوں طرف جنگ کی تیاریاں ھیں، اور نوبت یھاں تک پھنچ گئی ھے کہ دونوں قبیلے ایک دوسرے کے سامنے صف کھینچے کھڑے ھوئے ھیں اور اسلحے ھاتھوں میں لئے ھیں اور ایک خطرناک جنگ کے لئے تیار ھیں، (یہ دیکھ کر) وہ شخص بھی شعلہ ور ھوگیا وہ بھی فوراً جنگ کے لئے تیار ھوکر اپنے رشتہ داروں کی صف میں آ کر کھڑا ھوگیا۔

اچانک اس کو پیغمبر اکر م (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی نصیحت یا د آگئی کہ آپ نے فرمایا تھا: "غضب نہ کرنا"، اس نے فوراً ھی جنگ کے اسلحے زمین پر رکھ دئے اور اس قبیلہ کی طرف گیا جو اس کے رشتہ داروں سے آمادہ جنگ تھا، ان سے جاکر کہا:

اے بھائیو! ھر طرح کا ضرر اور نقصان ھماری طرف سے جو تمھیں پھنچنے جیسے زخم، قتل ۔۔۔ اور اس کی نشانی نہ ھو (یعنی اس کا مارنے والا یا قاتل معلوم نہ ھو) تو وہ سب کچھ میرے ذمہ ھے اور اس کا دیہ میں اپنے مال سے ادا کروں گا، اور جس کا مارنے والا یا قاتل معلوم ھو اس کو ان سے لینا۔

قبیلہ کے بزرگوں نے اس کے عاقلانہ مشورہ کو سنا ان کے دل نرم ھوگئے اور ان کے غضب کا شعلہ ٹھنڈا ھوگیااور اس کا شکریہ ادا کرتے ھوئے اس سے کہا:

---

[1] بحار، ج۷۴، ص ۱۵۲۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ھمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ھے، اور ھم خود ھی جرمانہ کی ادائیگی یا عفو ودر گزر کے زیادہ حقدار ھیں۔

اور اس طرح دونوں قبیلوں نے اپنے غضب و غصہ کو ترک کرتے ہوئے آپس میں صلح و آشتی کرلی، اور عداوت و دشمنی کی آگ ان کے درمیان خاموش ھوگئی۔[1]

<۱۸>

جدائی کے لئے راہ حل

ایک انصاری شخص پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی:

یا رسول اللہ! میں آپ سے جدائی کی طاقت نہیں رکھتا اور جب میں گھر جاتا ھوں تو آپ کی یاد آتی ھے چونکہ آپ سے محبت ھے ، لہٰذا اپنا کام کاج چھوڑ دیتا ھوں اور آپ کے دیدار کے لئے روانہ ھوجاتا ھوں تا کہ نزدیک سے آپ کا دیدار کروں، اور پھر روز قیامت کو یاد کرتا ھوں کہ آپ جنت کے بلند درجے میں رھیں گے، لہٰذا یا رسول اللہ! میں اس روز کی جدائی کے لئے کیا کروں؟

اس انصاری شخص کی گفتگو کے بعد یہ آیۂ شریفہ نازل ھوئی:

ترجمہ: "وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ھیں وہ ان لوگوں کے دائرے میں ھیں کہ جن کو خداوندعالم نے اپنی نعمتیں عطا کی ھیں، انبیاء، صدیقین، صادقین، شہداء ، صالحین اور یہ بہترین رفیق ھیں"۔[2]

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اس مرد کو بلایا اور اس کے سامنے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور اس کو یہ بشارت دی کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے سچے پیرو جنت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے ساتھ ھوں گے۔[3]

<۱۹>

حضرت علی علیہ السلام، عطوفت و بزرگی کی بلندی پر

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جب ابن ملجم کے ھاتھوں سے ضربت کھائی اور آپ زخم کی شدت کی وجہ سے بے تاب تھے۔

جب آپ کو کچھ افاقہ ھوا تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایک ظرف میں دودھ پیش کیا، امام علیہ السلام نے تھوڑا دودھ پیا اور باقی امام حسن علیہ السلام کو دیتے ھوئے فرمایا:

یہ دودھ اپنے اسیر (ابن ملجم) کو دیدو!

اس کے بعد فرمایا: میرے بیٹے! اس حق کی قسم جو میں تم پر رکھتا ھوں، اس کو بہترین کھانا پینا دینا اور میرے آخری وقت تک اس کے ساتھ روا داری کرنا اور جو کچھ تم خود کھانا اس کو بھی کھلانا، اور جو کچھ تم پینا اس کو بھی پلانا، تا کہ تمھارے نزدیک اس کا احترام باقی رھے![4]

---

[1] بحار، ج۷۳، ص ۲۷۷۔
[2] سورہ نساء، آیت ۶۹۔
[3] بحار ، ج۱۷، ص ۱۴۔
[4] بحا ر، ج۴۲، ص ۲۸۹۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۲۰>

طاقت و قدرت کے وقت اسلامی آداب کی رعایت

ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی خلافت کے دوران کوفہ سے باھر ایک ذمی شخص (یھودی یا عیسائی) کے ساتھ تھے ، جو کہ اسلام کی پناہ میں تھا ۔

اس ذمّی شخص نے کہا:

اے خدا کے بندے کہاں جا رھے ھو؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کوفہ جارھا ھوں۔

دونوں ایک راستے پر چلتے رھے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پر پہنچنے جہاں پر دونوں کے راستے الگ الگ ھونے تھے، جب ذمی الگ ھوا اور اپنے راستہ کی طرف روانہ ھوا تو اس نے دیکھا کہ اس کا مسلمان ساتھی کوفہ کے راستے پر چلنے کے بجائے اس کے ساتھ چلا آرھا ھے!!

اس ذمّی شخص نے کہا:

آپ تو کہہ رھے تھے کہ مجھے کوفہ جانا ھے؟

فرمایا: کیوں نہیں۔

اس ذمّی شخص نے کہا: آپ نے کوفہ کا راستہ چھوڑ دیا ھے ادھر دیکھئے ، کوفہ کا راستہ وہ ھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں جانتا ھوں لیکن اچھی رفاقت اور دوستی کا سر انجام یہ ھے کہ انسان اپنے دوست کے راستہ پر چند قدم اس کے ساتھ چلے، اور ھمارے پیغمبر کا حکم بھی یہی ھے، اسی وجہ سے میں چاہتا ھوں کہ چند قدم تک آپ کوالوداع کروں، اور پھر اپنے راستہ کی طرف پلٹ آؤں۔

اس ذمّی شخص نے کہا: آپ کے پیغمبر نے ایسا حکم دیا ھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ھاں۔

اس نے کہا کہ تمھارے پیغمبر کا آئین اتنی تیزی کے ساتھ پوری دنیا میں پھیل گیا ھے اور اس طرح اس کے ماننے والوں کی تعداد بہت زیادہ ھوگئی ھے، یقینی طور پر ان کے اخلاق حسنہ اور رفتار کریمانہ کا نتیجہ ھے۔

چنانچہ وہ ذمّی شخص حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ کوفہ کی طرف پلٹ آیا اور جب اُسے یہ معلوم ھوگیا کہ اس کے ساتھ مسلمانوں کا خلیفہ ھے تو وہ مسلمان ھوگیا اور اس نے اس طرح کہا:

میں آپ کو گواہ قرار دیتا ھوں کہ میں آپ کے دین و آئین کا پیرو ھوگیا ھوں۔[1]

<۲۱>

گٹھے ھوئے جوتے سے بھی کم قیمت حکومت

حضرت علی علیہ السلام نے عھد و پیمان توڑنے والوں کی سر کوبی کے لئے لشکر اسلام کو بصرہ کی طرف روانہ کیا، وہ جب بصرہ کے نزدیک "ذی قار" نامی مقام پر پہنچے، وھاں انھوں نے آرام اور سپاھیوں کی تیاری کے لئے قیام کیا۔

---

[1] بحار، ج۴۱، ص ۵۳، و ج۷۴، ص ۱۵۷۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عبد اللہ بن عباس کہتے ھیں:

میں وھاں پر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ھوا، میں نے دیکھا کہ (مسلمانوں کا سردار اور تمام لشکروں کا حاکم) خود ھی اپنے جوتوں پر پیوند لگا رھا ھے۔

حضرت نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا:

ابن عباس! یہ جوتاکتنےکا ھوگا؟ اور اس کی کیا قیمت ھوگی؟

میں نے کہا:

اس کی کوئی قیمت نہیں ھے۔

فرمایا:

خدا کی قسم! یھی بے قیمت جوتا میرے نزدیک تم پر حکومت و ریاست کرنے سے زیادہ محبوب ھے، مگر یہ کہ اس حکومت کے ذریعہ حق کو زندہ کروں اور باطل کو نابود کروں۔[1]

جی ھاں، ایک حکومت کی قد ر وقیمت اس چیز سے وابستہ ھے کہ اس کے زیر سایہ حق کو زندہ کیا جائے اور باطل کو نابود، ورنہ حکومت کی کیا اھمیت ھوسکتی ھے؟!!

<۲۲>

مجھ سے سوال کرو

حضرت امیر المومنین علیہ السلام لوگوں کے درمیان خطاب فرما رھے تھے ، آپ نے تقریر کے دوران فرمایا:اے لوگو! مجھ سے سوال کرو، قبل اس کے کہ تم مجھے کھوبیٹھو، خدا کی قسم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کروگے میں اس کا جواب دوں گا۔

سعد بن وقاص کھڑا ھوا اور اس نے کہا:

اے امیر المومنین! میرے سر اور داڑھی میں کتنے بال ھیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے محبوب رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے مجھ سے فرمایا ھے کہ تو یھی سوال مجھ سے کرے گا!اور پھر فرمایا:

اگر میں حقیقت بیان کردوں تو پھر بھی تو قبول نہیں کرے گا، صرف اتنا جان لے کہ تیرے سر اور داڑھی کے ھر بال میں شیطان نے گھونسلا بنا رکھا ھے اور تیرے گھر میں ایک بچھڑا (عمر بن سعد) ھے جو میرے بیٹے حسین(ع) کو قتل کرے گا، عمر سعد اس وقت چھوٹا تھا جو ھاتھوں اور پیروں کے ذریعہ گھٹنیوں چلتا تھا۔[2]

<۲۳>

زندگی میں میانہ روی

علاء بن زیادہ جو حضرت علی علیہ السلام کے مالدار محبوں میں سے تھے، بصرہ میں بیمار ھوئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام ان کی عیادت کے لئے

---

[1] بحار، ج۳۲، ص ۷۶۔

[2] بحار، ج ۱۰، ص ۱۲۵۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تشریف لے گئے، ان کی زندگی کے وسیع اسباب ، بڑے بڑے اور مجلل کمروں کی طرف امام علیہ السلام کی توجہ گئی، معلوم ھوتا تھا کہ علاء نے اپنی زندگی پر زیادہ توجہ کی ھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اے علاء! تم دنیا میں اتنے بڑے مکان کا کیا کرو گے جبکہ آخرت میں ایسے مکان کی تمھیں زیادہ ضرورت ھے، (کیونکہ اس مکان میں چند دن سے زیادہ باقی نہیں رھو گے جبکہ آخرت کے مکان میں ھمیشہ ھمیشہ کے لئے رھنا ھے)

جی ھاں! اگر تم چاہتے ھو کہ تمھیں آخرت میں بھی ایسا ھی وسیع مکان ملے تو اس مکان میں لوگوں کی مھمان نوازی کیا کرو، صلہ رحم بجالاؤ، الٰھی حقوق اور دینی بھائیوں کے حقوق ادا کرو! چنانچہ اگر تم نے یہ کام انجام دئے تو خداوندعالم تمھیں آخرت میں ایسا ھی مکان عطا کرے گا۔

علاء نے عرض کی: آپ کے حکم پر عمل کروں گا۔

اس کے بعد کہا:

یا امیر المومنین! میں اپنے بھائی عاصم سے ایک شکایت رکھتا ھوں!

امام علیہ السلام نے فرمایا:

کس لئے؟ مگر اس نے کیا کیا ھے؟

علاء نے جواب میں کہا:

وہ ردی کپڑا پھنتا ھے اور اس نے دنیا سے دوری اختیار کر رکھی ھے یہاں تک کہ اپنی اور اپنے اھل و عیال کی زندگی سخت کر رکھی ھے۔

فرمایا: اس کو میرے پاس لاؤ۔

اور جب عاصم کو لایا گیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جیسے ھی اسے دیکھا اپنا چھرہ بپھرا کے اس سے فرمایا:

اے اپنی جان کے دشمن! شیطان نے تمھاری عقل ختم کردی ھے اور تجھے اس راستہ کی طرف لے گیا ھے، اپنے اھل و عیال سے شرم نہیں آتی؟ کیوں اپنی اولاد پر رحم نہیں کرتا؟ کیا تیرا یہ گمان ھے کہ خداوندعالم نے جن پاکیزہ نعمتوں کو تجھ پر حلال کیاھے ان سے فائدہ اٹھانا صحیح نہیں ھے؟ تو خدا کی بارگاہ میں اس سے کھیں چھوٹا ھے کہ ایسا تصور کرے۔

عاصم نے کہا:

یا امیر المومنین! کیوں آپ سخت غذا کھاتے ھیں اور موٹا لباس پھنتے ھیں؟ میں تو آپ کی پیروی کرتا ھوں۔

آپ نے فرمایا:

وائے ھو تجھ پر! میں تیری طرح نہیں ھوں، میری دوسری ذمہ داری ھے، کیونکہ میں مسلمانوں کا رھبر ھوں، مجھے اپنے کھانے اور لباس کو اس حد تک نیچے لانا ھوگا کہ اسلامی حکومت کے دور دراز کے علاقہ میں سب سے زیادہ غریب شخص بھی اس زندگی کو برداشت کرسکے، اور وہ اس فکر و نظر کے ساتھ کھے:

"میرا رھبر بھی میری طرح کھاتا اور پھنتا ھے"۔

یہ میری حکومت کی ذمہ داری ھے تجھ پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ھے۔

امام علیہ السلام کی باتوں کو سننے کے بعد عاصم نے روز مرّہ کا لباس پھنا اور اپنے مشغلہ اور زندگی میں مشغول ھوگیا۔[1]

[1] بحار الانوار، ج۴۰، ص ۳۳۶، و ج۴۱، ۱۲۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۲۴>

انوشیروان کی کھوپڑی گفتگو کرتی ھے

حضرت امام علی علیہ السلام کے پاس خبر پهنچی کہ معاویہ مسلح لشکر کے ذریعہ اسلامی علاقوں پر حملہ کرنا چاہتا ھے۔

حضرت علی علیہ السلام دشمن کی شکست کے لئے کوفہ سے باھر آگئے اور مسلح سپاہ کے ساتھ صفین کی طرف روانہ هوئے، شهر مدائن (ساسانی بادشاهوں کا پائے تخت) کے راستہ پر پهنچے اور کسریٰ قلعہ میں وارد هوئے۔

امام علیہ السلام نماز ادا کرنے کے بعد اپنے چند اصحاب کے ساتھ انوشیروان کے قلعہ کو دیکھنے کے لئے نکلے، اور قلعہ کی جس طرف بھی جاتے تھے وهاں پر هونے والے کام کے سلسلہ میں وضاحت فرماتے تھے اس طرح کہ اصحاب کو تعجب هونے لگا، اور سر انجام ایک صحابی نے کها:

یا امیر المومنین! آپ قلعہ کی ایسی توصیف بیان کرتے هیں کہ گویا آپ نے مدتوں یهاں قیام کیا ھے!

اس وقت کہ جب آپ قلعہ اور عمارتوں کی ویران جگهوں کو دیکھ رهے تھے ناگهاں حضرت علی علیہ السلام نے ایک خرابہ میں ایک پرانی کھوپڑی دیکھی تو آپ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

اس کو اٹھالو اور میرے ساتھ لے کر چلو!

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام قلعہ کے ایوان پر آکر بیٹھ گئے اور حکم دیا ایک طشت لایا جائے اور پھر اس طشت میں تھوڑا پانی ڈالا گیا اور کھوپڑی لانے والے سے فرمایا: اس کو طشت میں رکھ دو، اور اس نے اس کھوپڑی کو طشت میں رکھ دیا۔

اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے اس کھوپڑی سے خطاب فرمایا:

اے کھوپڑی! تجھے قسم دیتا هوں! یہ بتا کہ میں کون هوں اور تو کون ھے؟

چنانچہ وہ کھوپڑی واضح الفاظ میں یوں گویا هوئی:

آپ، امیر المومنین هیں، سید الاوصیاء اور امام المتقین هیں اور میں بھی خدا کے بندوں میں سے ایک هوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے سوال کیا:

تمهارے حالات کیسے هیں؟

اس نے جواب دیا:

یا امیر المومنین! میں عادل بادشاہ تھا، اپنے ماتحتوں کے ساتھ مهر و محبت سے کام لیتا تھا، میں اپنی حکومت میں کسی پر ظلم هونے پر راضی نهیں تھا، لیکن دین مجوسیت (آتش پرستی) پر قائم تھا، جس وقت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)دنیا میں تشریف لائے تو میرے قلعہ میں شگاف پیدا هوگیا اور جب انهوں نے رسالت کا اعلان کیا تو میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا لیکن حکومت اور بادشاہت کی زرق و برق نے مجھے اسلام لانے سے روک دیا اور اب میں شرمندہ هوں۔

اے کاش کہ میں بھی ایمان لایا هوتا، میں بهشت سے محروم هوں، لیکن اس کے ساتھ اپنی عدالت کی وجہ سے آتش جهنم سے بھی محفوظ هوں۔

وائے هو میرے حال پر، اگر میں ایمان لے آتا تو میں بھی آپ کے ساتھ هوتا، یا امیر المومنین! اور اے خاندان پیغمبر کی عظیم شخصیت!

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انوشیروان کی بوسیدہ کھوپڑی کی گفتگو اتنی دل سوز تھی کہ تمام حاضرین کے دل پر اثر انداز ھوئی اور سبھی بلند آواز سے رونے لگے۔[1]
امید ھے کہ ھم بھی اپنے مرنے سے پہلے اپنی نجات کے لئے فکر مند ھوں۔

<۲۵>

گناہ کا علاج

جناب کمیل، حضرت علی علیہ السلام کے مخلص اصحاب میں سے تھے، وہ فرماتے ھیں:
میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا: انسان کبھی کبھی گناہ میں مبتلا ھوجاتا ھے اور پھر وہ خدا کی بارگاہ میں استغفار کرتا ھے، آپ فرمائیے کہ استغفار کی حد کیا ھے؟
آپ نے فرمایا:
اس کی حد توبہ کرنا ھے۔
جناب کمیل نے کہا: بس اتنا ھی؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: نھیں!
کمیل نے عرض کیا: پھر اس کے علاوہ کیا ھے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ھے تو حرکت دیتے ھوئے کھے: استغفر اللّٰہ۔
کمیل نے عرض کیا: کس چیز کو حرکت دینا۔
امام علیہ السلام : زبان اور دونوں ھونٹوں کا حرکت دینا، اس شرط کے ساتھ کہ یہ کام حقیقت اور سچائی کے ساتھ بھی ھو۔
کمیل نے عرض کیا: حقیقت کیا ھے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کا دل پاک ھو، وہ اپنے دل میں مستحکم ارادہ بنائے کہ جس گناہ سے توبہ کر رھا ھوں پھر کبھی اُسے انجام نھیں دوں گا۔
کمیل نے عرض کیا: اگر میں نے یہ کام انجام دئے تو کیا میں استغفار کرنے والا ھوں؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: نھیں!
کمیل نے عرض کیا: کیوں؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ تم ابھی تک اس کی حقیقت تک پھنچ نھیں پائے۔
کمیل: استغفار کی اصل اور حقیقت کیا ھے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: جس گناہ سے استغفار کیا ھے اس پر توبہ کرنا، گناہ کا ترک کرنا، اور یہ منزل عبادت گزاروں کی پہلی منزل ھے۔
یا دوسرے الفاظ میں استغفار چھ چیزوں کے مجموعے کا نام ھے:
۱۔ گزشتہ پر شرمندگی۔
۲۔ اس گناہ کو انجام نہ دینے کا مستحکم ارادہ (یعنی انسان اس بات کا مستحکم ارادہ کرے کہ اس گزشتہ گناہ کی کبھی تکرار نھیں کرے گا)
۳۔ تمام انسانوں کے حقوق اور قرض کا ادا کرنا۔
۴۔ تمام واجبات میں خداوندعالم کا حق ادا کرنا۔

---

[1] بحار الانوار، ج۴۱، ص ۲۴۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔اس گوشت کا ختم کرنا جو انسان کے بدن میں حرام (کھانے) سے پیدا ھوا ھے، یہاں تک کہ انسان کی کھال ہڈی سے چپک جائے اور پھر دوبارہ گوشت پیدا ھو۔

۶۔اطاعت کی تکلیف کا مزہ اپنے بدن کو چکھانا جیسا کہ اس کو گناہ کی لذت کا مزہ چکھایا ھے۔

اس صورت میں حقیقی اور سچی توبہ ھوتی ھے اور انسان کا شمار توبہ کرنے والوں میں ھوتا ھے۔[1]

<۲۶>

فاطمہ زھرا (س) محراب عبادت کا نور

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

میری بیٹی فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) دونوں عالم میں اولین و آخرین کی سردار ھیں۔

فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) میرے وجود کا حصہ ھیں۔

فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) میری آنکھوں کا نور ھیں۔

فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) میرے دل کا پھل ھیں۔

فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) میری روح و جان ھیں۔

فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) انسان کی شکل میں حور ھیں۔

وہ جب محراب عبادت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑی ھوتی ھیں تو ان کے وجو د کانور آسمان کے فرشتوں کو روشن کردیتا ھے جس طرح ستارے زمین والوں کو منور کرتے ھیں۔

خداوندعالم اپنے فرشتوں سے خطاب کرتا ھے:

اے میرے ملائکہ! میری شائستہ کنیز (فاطمہ زھرا) کی طرف دیکھو جو میری بارگاہ میں حاضر ھیں، اور خوف و وحشت کی وجہ سے لرز رھی ھیں، فاطمہ اپنے پورے وجود سے میری عبادت میں مشغول ھیں، اس وقت میں تمھیں شاھد قرار دیتا ھوں کہ میں ان کے شیعوں کو آتش جھنم سے محفوظ کردوں گا۔[2]

<۲۷>

مسلمان عورت کی پسندیدہ صفت

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

میں حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت مبارک میں تھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

مجھے بتاؤ کہ ایک مسلمان عورت کے لئے سب سے بہترین اور پسندیدہ چیز کیا ھے؟

لیکن ھم سب صحیح جواب دینے سے عاجز رھے۔

---

[1] بحار الانوار، ج۶، ۲۷۔

[2] بحار الانوار، ج۴۳، ص۱۷۴۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی بزم سے باھر آئے اور میں اپنے گھر کی طرف پلٹ گیا، اور جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) سے واقعہ بیان کیا۔

جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) نے فرمایا:

ایک مسلمان عورت کے لئے بہترین چیز یہ ھے کہ کوئی نا محرم مرد اس کو نہ دیکھے اور نہ وہ کسی نا محرم مرد کو دیکھے۔

اس وقت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں پلٹا اور فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) کا جواب آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں بیان کیا، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے وہ جواب سنا تو اس قدر خوش ھوئے کہ آپ نے فرمایا:

”فاطمہ بعضة منی “ ۔[1]

”فاطمہ میرے وجود کا حصہ ھیں“۔

<۲۸>

لوح کے تین بہترین جملے

سیدة نساء العالمین حضرت فاطمة زھرا (سلام اللہ علیھا) پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں حاضر ھوئیں اور زندگی کی بعض مشکلات بیان کیں۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے آپ کو ایک لوح دیا اور فرمایا:

اے میری لخت جگر! اس لوح میں موجود تحریر پڑھو اور اس کو یاد رکھو!۔

چنانچہ آپ نے جب اس لوح کو دیکھا تو اس میں تحریر تھا:

”من کان یؤمن با اللہ و ا لیوم الآخر فلا یؤذی جارہ۔

من کان یؤمن با اللہ و ا لیوم الآخر فلیکرم ضیفہ۔

من کان یؤمن با اللہ و ا لیوم الآخر فلیقل خیرا او یسکت“۔

”جو شخص خدا اور قیامت کے دن پرایمان رکھتا ھو اسے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں پھنچانا چاہئے۔اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پرایمان رکھتا ھو اسے اپنے مہمان کا احترام کرنا چاہئے ۔اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پرایمان رکھتا ھو اسے حق بات کھنی چاہئے یا خاموش رھنا چاہئے“[2]

<۲۹>

جناب بلال کی صدائے اذان

جب پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی رحلت ھوگئی تو جناب بلال (آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے مؤذن) نے اذان کھنا چھوڑ دی اور کھا:

اب میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی وفات کے بعد کسی کے سامنے اذان نہیں کھوں گا۔

---

[1] بحار الانوار، ج۴۳، ص ۵۴؛ اور تھوڑے اختلاف کے ساتھ ج۱۰۳، ص ۲۳۸ میں بھی موجود ھے۔
ظاھر سی بات ھے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کا سوال حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا کی عظمت واضح کرنے کے لئے تھا اسی وجہ سے علی علیہ السلام نے اسی بزم میں سوال کا جواب بیان نہیں کیا۔ (م)

[2] بحار الانوار، ج۴۳، ص ۶۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک روز جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) نے کھا:
میں اپنے والد بزرگوار کے مؤذن کی آواز سننا چاہتی ھوں۔
چنانچہ جب جناب بلال نے جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) کی فرمائش سنی تو اذان دینے کے لئے تیار ھوگئے۔
چنانچہ جب انھوں نے دو بار کھا:
اللھاکبر اللھاکبر ۔
جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) نے اپنے والد گرامی کے زمانہ کو یاد کرکے رونا شروع کیااور اپنے رونے پر قابو نہ پا سکیں اور بلند بلند آواز سے رونے لگیں۔
جب بلال نے کھا:
"اشھد انّ محمداً رسول اللہ"۔
چنانچہ جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر زمین پر گر گئیں تولوگوں نے یہ گمان کیا کہ بی بی اس دنیا سے رخصت ھوچکی ھیں۔
لوگ آگے بڑھے اور کھا: اے بلال اذان کھنا روک دو، بنت رسول دنیا سے گذر گئیں۔
جناب بلال نے اذان ادھوری چھوڑ دی ، اور جب جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) کو ھوش آیا تو فرمایا:
اے بلال اذان پوری کردو!
جناب بلال نے جواب دیا:
اے سیدۃ نساء العالمین! جب میں اذان دیتا ھوں تو آپ پر ایسی رقت طاری ھوتی ھے جس سے میں آپ کی جان کے لئے خطرہ محسوس کرتا ھوں۔
چنانچہ جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) نے بھی انھیں اذان کھنے سے معاف کردیا[1]
اور جناب بلال نے اس وقت سے پھر کسی کے سامنے اذان نھیں کھی۔

<۳۰>

جناب فاطمہ (س) صحرائے محشر میں

جناب جابر بن عبد اللہ انصاری (پیغمبر کے عظیم الشان صحابی) کھتے ھیں:
میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی:
میں آپ پر قربان! میں آپ سے خواھش کرتا ھوں کہ اپنی دادی حضرت فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) کی عظمت کے سلسلہ میں کوئی حدیث بیان فرمائیں تاکہ جب بھی اس حدیث کو آپ کے شیعوں کے سامنے بیان کروں تو وہ خوش و خرم ھوجائیں۔
(اس وقت) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:
میرے والد گرامی نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)سے نقل کیا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

[1] بحار الانوار، ج۴۳، ص ۱۵۷۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

”جب قیامت کا دن ھوگا، انبیائے الٰھی کے لئے نور کا منبر نصب کیا جائے گا اس وقت ان کے درمیان میرا منبر سب سے بلند ھوگا۔

اس وقت خدائے مھربان فرمائے گا:

اے میرے منتخب پیغمبرا! آپ تقریر کریں، چنانچہ میں اس روز ایسی تقریر کروں گا کہ کسی نے بھی ایسی تقریر نہ سنی ھوگییھاں تک کہ انبیاء اور الٰھی سفیروں نے بھی۔

اس کے بعد انبیاء کے جانشینوں کے لئے منبر بچھایا جائے گا اور ان کے درمیان میرے جانشین (حضرت) علی (علیہ السلام) کا منبر سب سے بلند ھوگا، اس موقع پر خداوندعالم حکم دے گا کہ وہ بھی تقریر کریں، چنانچہ علی (علیہ السلام)ایسی تقریر کریں گے کہ انبیاء (علیھم السلام) کے جانشینوں میں کسی نے بھی ایسی تقریر نہ سنی ھوگی۔

اس کے بعد فرزندان انبیاء کے لئے نور کا منبر نصب کیا جائے گا اور میرے دو فرزند اور میری زندگی کے دو پھول ”حسن و حسین“ کے لئے منبر رکھا جائے گا اور ان کو بھی تقریر کے لئے کھا جائے گا اور وہ دونوں ایسی تقریر کریں گے کہ انبیاء علیھم السلام کی اولاد میں کسی نے بھی ایسی تقریر نہ سنی ھوگی۔

اس کے بعد فرشتہ وحی جناب جبرئیل امین ندا دیں گے کہ ”فاطمہ“ بنت پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کھاں ھیں؟

اس وقت جناب ”فاطمہ زھرا(ع)“ قیام فرما ئیں گی۔

اس وقت خداوندعالم کی طرف سے آواز آئے گی کہ اے اھل محشرا! آج شان و شوکت اور عظمت و بزرگی کس کے لئے ھے؟

اس وقت پیغمبر اور امیر المومنین اور ان کے د و فرزند جواب دیں گے: خدائے وحدہ لاشریک کے لئے۔

حکم الٰھی ھوگا:

اے اھل محشرا! میں نے عظمت اور بزرگواری کو پیغمبر حضرت محمد اور میرے بندے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (علیھم السلام) کے لئے قرار دی ھے۔

اور اے اھل محشرا!

اپنے سروں کو جھکالو اور اپنی آنکھیں بند کرلو، کیونکہ اب فاطمہ بنت نبی بھشت کی طرف جانے والی ھیں۔

اس کے بعد جناب جبرئیل امین ایک ایسا اونٹ لے کر حاضر ھوں گے جو دونوں طرف سے بھشت کی مختلف زینتوں سے مزین ھوگا، جس کی مھار تازہ لؤ لؤ سے اور زین مرجان کی ھوگی، سیدۃ نساء العالمین اس اونٹ پر سوار ھوں گی، اس وقت خداوندعالم حکم فرمائے گا کہ ایک لاکھ فرشتے آپ کے داھنی طرف اور ایک لاکھ فرشتے جناب فاطمہ کے بائیں طرف ساتھ ساتھ چلیں اور ایک لاکھ فرشتوں کو حکم ھوگا کہ وہ اپنے پروں پر اس بی بی دوعالم کو بٹھا کر شان و شوکت کے ساتھ بھشت میں پھنچا دیں۔

چنانچہ جب جناب فاطمہ زھرا (س) جنت کے دروازے پر پھنچیں گی، تو اس وقت پیچھے مڑ کر دیکھیں گی، اس وقت خدا کی طرف سے آواز آئے گی:

اے میرے محبوب رسول کی لخت جگر! آپ کیوں جنت میں وارد نھیں ھوتیں؟

آپ جواب دیں گی:

خداوندا! میں یہ چاہتی ھوں کہ آج کے دن میری منزلت اور عظمت سب پر واضح ھوجائے۔

آواز آئے گی:

اے میرے حبیب کی بیٹی! پلٹ جاؤ اور محشر کا نظارہ کرو! اور جس کے دل میں تمھاری یا تمھاری معصوم اولاد کی محبت ھو اس کو جنت میں لے کر وارد ھوجاؤ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس کے بعد حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اے جابر! خدا کی قسم! میری دادی ، اس دن اپنے شیعوں اور دوستوں کو لوگوں کے درمیان سے اس طرح الگ کرلیں گی جیسے کوئی پرندہ سالم دانوں کو خراب دانوں کے درمیان سے چن لیتا ھے، اور پھر آپ کے پیرو بی بی دوعالم کے ساتھ بھشت میں داخل ھوجائیں گے۔

وہ جب جنت کے دروازے پر پھنچیں گے تو ان کے د ل میں یہ الھام ھوگا کہ وہ رکیں ،چنانچہ وہ رُک جائیں گے اور اس وقت خداوندعالم کی طرف سے یہ آواز آئے گی:اے میرے محبو! تم کیوں رُک گئے ھو، جناب فاطمہ زھرا (س) کی شفاعت تمھارے شامل حال ھوچکی ھے۔

وہ جواب دیں گے:خداوندا! ھم اس دن بندگی اور اھل بیت رسالت کی محبت کی قدر و قیمت اور اپنے مقام کو پھچنوانا چاہتے ھیں۔

آواز آئے گی:اے میرے دوستو! حشر کے میدان کی طرف دیکھو اور جو شخص جناب فاطمہ زھرا (س) کی محبت کی وجہ سے تمھیں دوست رکھتا تھا اور جس نے جناب فاطمہ زھرا (س) کی محبت کی وجہ سے تمھیں کھانا کھلایا ھو یا کوئینیکی کی ھو یا کسی نے ان کی محبت کی وجہ سے تمھیں لباس دیا ھو یا گوارا پانی پلایا ھو ، یا جس شخص نے غیبت کرنے والے کی غیبت کو جناب فاطمہ زھرا (س) کی محبت کی وجہ سے ردّ کی ھو اور تمھارا دفاع کیا ھو۔۔ ان سب کا ھاتھ پکڑو اور اپنے ساتھ انھیں (بھی) بھشت جاوید میں لے جاؤ۔[1]

<۳۱>

امام حسن اور امام حسین (علیھما السلام) میں تحریری مقابلہ

ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ لکھنے میں مشغول تھے۔

امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام سے کھا:

میر ی تحریر آپ کی تحریر سے اچھی ھے۔

امام حسین علیہ السلام نے کھا: میری تحریر بہتر ھے۔

اگر ایسا ھے تو چلئے والدہ گرامی فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) ھمارے درمیان فیصلہ کریں گی۔

اے والدہ گرامی! آپ ھی بتائیے کہ ھم میں کس کی تحریر اچھی ھے؟

جناب فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) نے اس وجہ سے کہ دونوں میں سے کوئی ناراض نہ ھو، حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف فیصلہ بھیج دیا اور فرمایا:

جاؤ اور اس کا جواب اپنے والد گرامی سے معلوم کرو۔

(چنانچہ دونوں حضرات اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں آئے اور سوال کیاکہ آپ ھی فرمائیے کہ ھم میں سے کس کی تحریر اچھی ھے؟

حضرت علی علیہ السلام نے بھی یہ محسوس کیا کہ اگر ان کے د رمیان فیصلہ کردیں تو ان میں سے ایک ناراض ھوجائے گا، اسی وجہ سے فرمایا:

میرے عزیزو! جاؤ اور اپنے نانا رسول اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)سے یہ سوال کرو۔

---

[1] بحار الانوار، ج ۸، ص۵۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چنانچہ دونوں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)سے سوال کیا کہ اے نانا آپ فرمائیے کہ کس کی تحریر اچھی ھے؟

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا: میں تمھارے درمیان (اس وقت تک) فیصلہ نہیں کروں گا جب تک کہ جبرئیل سے نہ معلوم کرلوں۔

جبرئیل امین نازل ہوئے اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں عرض کی:

یا رسول اللہ! میں بھی ان دونوں کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا ، جناب اسرافیل ان دونوں کے درمیان فیصلہ کریں گے۔

جناب اسرافیل نے کہا: میں بھی جب تک خداوندعالم سے دریافت نہ کرلوں، فیصلہ نہیں کروں گا۔

جناب اسرافیل نے عرض کی: خداوندا! حسن کی تحریر اچھی ھے یا حسین کی؟

خطاب ھوا: اس چیز کا فیصلہ ان کی مادر گرامی ھی کریں گی وھی بتائیں گی کہ کس کی تحریر اچھی ھے۔

حضرت فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) نے فرمایا:

اے میرے بیٹو! میں گلے کے اس ھار کے دانوں کو تمھارے درمیان ڈال دیتی ھوں، تم سے جو بھی زیادہ دانے اٹھالے گا اسی کی تحریر اچھی ھوگی۔

اور پھر ھار کے دانوں کو زمین پر ڈال دیا اور خداوندعالم نے جبرئیل کو حکم دیکر زمین پر بھیجا اور ھار کے دانوں کو دونوں کے درمیان تقسیم کردیا تاکہ دونوں میں سے کوئی ناراض نہ ھو۔

جبرئیل نے بھی ان دونوں کے احترام میں خدا کے حکم پر عمل کیا، (اور دونوں میں برابر سے تقسیم کردیا)۔[1]

<۳۲>

ادب کا لحاظ رکھنا

ایک روز حضرت امام حسن اور امام حسین علیھما السلام ایک جگہ سے گزر رھے تھے، چنانچہ ایک بوڑھے شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ جس کا وضو صحیح نہ تھا اور وہ وضو کے آداب اور شرائط صحیح بجا نہیں لایا تھا، (چونکہ جاھل کو سکھانا واجب ھے) اسی وجہ سے دونوں نے طے کیا کہ بالواسطہ اس کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو صحیح وضو کرنا سکھا یا جائے۔

پھلے تو ایک دوسرے سے (اس طرح) باتیں کرنا شروع کی تاکہ وہ بوڑھا شخص ان کی باتوں کو سن لے۔

ایک نے کہا: آپ کا وضو صحیح نہیں ھے، میرا وضو صحیح ھے۔

دوسرے نے کہا: نہیں، تمھارا وضو صحیح نہیں ھے میرا وضو صحیح ھے۔

اس کے بعد اس بوڑھے شخص کے پاس آئے اور دونوں نے کہا:

ھم دونوں آپ کے سامنے وضو کرتے ھیں آپ دیکھ کر بتائیں کہ کس کا وضو صحیح ھے، آپ ھمارے درمیان فیصلہ کریں!

چنانچہ دونوں نے اس بوڑھے شخص کے سامنے صحیح اور مکمل وضو کیا۔

اور پھر دونوں نے اس بوڑھے شخص سے سوال کیا:

[1] بحار الانوار، ج۴۳، ص۳۰۹۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اب بتائیے کہ کس کا وضو صحیح اور دوسرے سے بہتر ھے؟ یہ دیکھ کر وہ بوڑھا شخص متوجہ ھوگیا کہ صحیح وضو کیسے کیا جاتا ھے اور ان دونوں بچوں کا مقصد صحیح وضو سکھانا ھے، تو اس نے تواضع کے ساتھ عرض کیا:

عزیزو! تم دونوں کا وضو صحیح اور اچھا ھے، میں بوڑھا ھوں اور نادان ، مجھے وضو کرنا نہیں آتا، اور تم اپنے جد کی امت کے سلسلہ میں دل سوزی کرتے ھو، مجھے آگاہ کردیا، اور صحیح وضو مجھے سکھادیا، تم لوگوں کا شکریہ۔[1]

<۳۳>

چغل خوری کرنے والے سے مقابلہ

ایک چغل خور شخص حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔

اور اس نے عرض کی:

فلاں شخص آپ کی برائی کر رھا تھا۔

امام علیہ السلام نے اس کی حوصلہ افزائی کے بجائے اپنا منھ بناتے ھوئے فرمایا:

تم نے مجھے زحمت میں ڈال دیا ھے۔

چونکہ میں نے ایک مسلمان کی غیبت سنی ھے تو مجھے استغفار کرنا ھوگا اور جیسا کہ تم نے کہا کہ فلاں شخص میری برائی کر کے گناہ کا مرتکب ھوا ھے لہٰذا اس کے لئے بھی دعا کرنا ھوگی۔[2]

<۳۴>

عشق حسین علیہ السلام ،پیغمبر کے دل میں

یعلی ابن مرّہ کہتے ھیں:

ایک روز پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کسی کے یہاں دعوت پر مھمان تھے اور اس کے یہاں تشریف لے جا رھے تھے کہ اچانک راستہ میں حسین (علیہ السلام) کو دیکھا،

جو بچوں کے ساتھ گلی میں کھیل رھے تھے۔

جیسے ھی حسین (علیہ السلام) نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کو دیکھا فوراً آپ کی طرف دوڑپڑے۔

رسول اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے بھی گود میں لینے کے لئے اپنے ھاتھوں کو ان کی طرف بڑھا دیا۔

لیکن امام حسین (علیہ السلام) ادھر ادھر لپک رھے تھے، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)مسکراتے اور امام حسین علیہ السلام کو ھنساتے رھے یہاں تک کہ آپ نے امام حسین علیہ السلام کو پکڑ لیا۔

---

[1] بحار الانوار، ج۴۳، ۳۱۹۔

[2] بحار الانوار، ج۴۳، ص ۳۵۰۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اپنا ایک ہاتھ آپ کی ٹھڈی کے نیچے اور ایک ہاتھ آپ کی گردن کے پیچھے رکھا اور اپنے ہونٹوں کو امام حسین علیہ السلام کے ہونٹوں پر رکھا اور بوسہ لے کر فرمایا:

حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، خداوندا! تو دوست رکھ ھر اس شخص کو جو حسین کو دوست رکھے اور حسین (ع) میرے بیٹوں (نواسوں) میں سے ایک ہے۔[1]

<۳۵>

صبح عاشورا میں مذاق

حضرت امام حسین علیہ السلام نے صبح عاشور حکم دیا ہے کہ ایک خیمہ صفائی کے لئے معین کیا جائے، اور جب ایک خیمہ معین ہوگیا ۔

جناب بُریر نے عبد الرحمن انصاری سے اس حساس موقع پر عبد الرحمن سے مذاق کیا اور ایسا کام کیا جو ان کو ہنسادے۔

عبد الرحمن نے کہا: اے بُریرا! تم مذاق کرتے ہو اور ہنستے ہو؟ اس وقت ہنسی مذاق کا وقت نہیں ہے!جناب بُریر نے کہا: میرے تمام رشتہ دار جانتے ہیں کہ میں مذاق کرنے والا اور بے ہودہ گفتگو کرنے والا نہیں ہوں، نہ جوانی میں اور نہ بوڑھاپے میں۔

لیکن اس وقت جو ہنسی و مذاق کرتا ہوں اس بہشت کی خوشخبری کی وجہ سے ہے کہ جس تک ہم لوگ پہنچنے والے ہیں، خدا کی قسم ! کہ ہمارے اور جنت کی حوروں سے ہم آغوشی کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا ہے سوائے اس کہ دشمن کی طرف سے حملہ ہو اور ہم اپنی جان فرزند رسول (حضرت امام حسین علیہ السلام) پر فدا کردیں،لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ کام بہت جلد انجام پاجائے۔[2]

<۳۶>

گل دستہ، تحفہ دینے پر انعام

امام حسین علیہ السلام کی ایک کنیز آپ کی خدمت میں پہنچی اس نے سلام کیا اور آپ کی خدمت میں ایک گل دستہ ھدیہ کے طور پر پیش کیا۔

امام علیہ السلام نے اس کا تحفہ قبول کیا اور اس سے فرمایا:

تو راہ خدا میں آزاد ہے۔

انس نے اس انسانی کردار کا مشاهده کیا تو تعجب کے ساتھ سوال کیا:

کس طرح آپ نے ایک کم قیمت گُل دستہ کے بدلے اس کو آزاد کردیا؟

کیونکہ ایک کنیز کی قیمت سونے کے سیکڑوں دینار تک پہنچ جاتی ہے۔

امام علیہ السلام نے ایک تبسم کرتے ہوئے فرمایا (جو آپ کے راضی ہونے پر دلالت کرتا تھا):

خداوندعالم نے اس طرح ہمیں ادب سکھایا ہے، کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

---

[1] بحار الانوار، ج۴۳، ص ۲۷۱۔
[2] بحار الانوار، ج۴۵، ص۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا>[1]

"اگر کوئی شخص تمھارے ساتھ نیکی کرے توتم اس کے ساتھ اس سے بہتر یا اس جیسی نیکی کا سلوک کرو"۔

میں نے سوچا کہ کنیز کے اس ھدیہ سے بہتر یہ ھوگا کہ اسے راہ خدا میں آزاد کردیا جائے۔[2]

واقعاً اگر انسان دوسروں کی نیکیوں کا اس سے بہتر نیکی کے ساتھ جواب دے جیسا کہ خاندان رسالت نے انجام دیا ھے تو ھمارے اسلامی معاشرہ کی زندگی بہتر ھو جائے گی۔

<۳۷>

استاد کی عظمت

عبد الرحمن سلمی نے حضرت ا مام حسین علیہ السلام کے ایک بیٹے کو سورہ حمد کی تعلیم دی، اور جس وقت وہ اپنے والد گرامی کے پاس آئے اور اس سورہ کی تلاوت کی، امام علیہ السلام نے عبد الرحمن کو ایک ہزار دینار ،ایک ہزار لباس عطا کئے اور اس کے منھ کو "موتیوں" سے بھر دیا، چنانچہ بعض لوگوں نے دیکھا تو اعتراض کیا (اور کہا کہ ایک سورہ کی تعلیم پر اتنا زیادہ انعام و اکرام!)

امام علیہ السلام نے جواب دیا:

عبد الرحمن (کی سورہ حمد کی تعلیم) کا مقابلہ میرا انعام کہاں کر سکتا ھے، اور پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

اذا جادت الدنیا علیک فجد بھا
علی الناس طرا قبل ان تتفلت
فلا الجود یفنیھا اذا ماھی اقبلت
ولا البخل یبقیھا اذا ما تولت

"جب دنیا تم پر بخشش و کرم کی بارش کرے تو تم بھی لوگوں پر بخشش و کرم کی بارش کرو! اس سے پھلے کہ وہ تمھارے ھاتھ سے نکل جائے۔

کیوں کہ دنیا جب تمھاری طرف رخ کرے تو تمھارا جود و سخا سے کام لینا اسے ختم نھیں کر سکتا اور اگر دنیا تم سے منہ موڑے تو تمھارا بخل و کنجوسی کرنا اس کو نھیں روک سکتا۔[3]

<۳۸>

موت کی طرف ایک قافلہ

حضرت امام حسین علیہ السلام کا قافلہ قصر بنی مقاتل کی منزل سے کربلا کی طرف روانہ ھوا اور ابھی تھوڑی ھی دور چلا تھا کہ امام حسین علیہ السلام جو گھوڑے پر سوار تھے ھلکی سے آنکھ لگ گئی۔

جب بیدار ھوئے تو دو یا تین بار فرمایا:

---

[1] سورہ نساء، آیت ۸۶۔
[2] بحار الانوار، ج۴۴، ص ۱۹۴۔
[3] بحار الانوار، ج۴۴، ص۱۹۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

”انا للہ و انا الیہ راجعون و الحمد للہ ربّ العالمین“
آپ کے فرزند ارجمند جناب علی بن حسین (علی اکبر) نے اپنے والد محترم کی طرف رخ کیا اور عرض کی:
والد بزرگورا! اس وقت کلمہٴ استرجاع ”انا للہ و انا الیہ راجعون“ اور حمد خداوندی کا کیا مطلب ھے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا:
میں نے عالم خواب میں ایک سوار کو دیکھا جو کہہ رھا تھا:
یہ قافلہ چلا جارھا ھے لیکن موت اس کے پیچھے پیچھے آرھی ھے۔
میں نے یہ سمجھا ھے کہ ھمیں موت کی خبر دی گئی ھے۔
جناب علی اکبر نے عرض کی:
اے والد بزرگوار! کیا ھم حق پر نھیں ھیں؟
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:
اے میرے لال! قسم اس خدا کی کہ جس کی طرف تمام بندوں کی بازگشت ھے، ھم حق پر ھیں۔
جناب علی اکبر نے عرض کی:
تو پھر ھمیں موت سے کیا ڈر؟!
امام علیہ السلام نے فرمایا:
اے میرے لال! خداوندعالم تمھیں اس بہترین انعام سے نوازے جو ایک باپ کی طرف سے اپنے بیٹے کے لئے مقرر کیا ھے۔[1]

<۳۹>

امام حسین علیہ السلام کی نگاہ میں موت کی حقیقت

جب عاشور کے دن شدید جنگ ھونے لگی اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر سخت وقت آ پڑا، تو آپ کے بعض اصحاب نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کے بعض اصحاب جنگ اور اپنے دوستوں کے ٹکڑے ٹکرے بدن کو دیکھ کر نیز شہادت و جانبازی کا وقت قریب دیکھ کر بعض لوگوں کے چھرے کا رنگ بدل گیا ھے اور ان کے دل و جان سے خوف و وحشت کے آثار ظاھر ھیں، لیکن خود حضرت امام حسین علیہ السلام اور بعض مخصوص اصحاب ان کے بر خلاف، جتنا دباؤ زیادہ ھوتا ھے اور شہادت کا وقت نزدیک ھوتا جاتا ھے ان کے چھرے پر چمک بڑھتی جاتی ھے اور مزید سکون و اطمینان بڑھتا جاتا ھے، یہ عجیب و غریب شجاعت و دلیری دیکھ کر بعض لوگوں نے تعجب کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے ایک دوسرے سے کہا:
حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف تو دیکھیں کہ ھرگز موت او رشہادت سے نھیں ڈرتے۔
امام حسین علیہ السلام نے ان کی باتوں کو سن لیا اور پھر فرمایا:
اے بزرگ زادوں! تھوڑا صبر کرو، صبر و شکیبائی سے کام لو! کیونکہ موت ایک پُل کی طرح ھے جو تمھیں مشکلوں اورپریشانیوں سے نکال کر وسیع بھشت اور جاویدانی نعمتوں میں پھنچا دے گی۔
لیکن تمھارے دشمنوں کے لئے ایک ایسا پُل ھے جو ان کو محل سے نکال کر قید خانہ میں پھنچا دے گی، اور تم میں سے کون ایسا شخص ھے جو یہ نہ چاھے کہ ایک قیدخانہ سے نکل کر عالی شان قصر میں داخل ھوجائے۔

[1] بحار الانوار، ج۴۴، ص ۳۷۹۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ھمارے والد گرامی نے حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)سے میرے سامنے یہ بیان کیا ھے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

دنیا، مومنوں کے لئے قید خانہ ھے اور کافروں کے لئے بھشت کی طرح ھے۔

اور موت ایک ایسا پُل ھے جو مومنوں کو بھشت میں اور کافروں کو جھنم میں پھنچا دیتا ھے، جی ھاں، میں نے جھوٹ نھیں سنا ، اور میں نہ جھوٹ بولتا ھوں۔[1]

<۴۰>

نیک انجام رکھنے والا سردار

کوفہ کے بہت سے لوگوں نے نقل کیا ھے:

ھم زھیر بن قین کے قافلہ میں تھے، امام حسین علیہ السلا م کے مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ھوتے ھی ھم بھی روانہ ھوگئے لیکن بنی امیہ کے خوف کی وجہ سے ھم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ منزل نھیں لیتے تھے اور نہ ھی امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کرتے تھے، جب بھی امام حسین علیہ السلام کا قافلہ روانہ ھوتا تھا ھم رک جاتے تھے اور جب وہ رک جاتے تھے تو ھم روانہ ھوتے تھے۔

لیکن جب ایک جگہ امام حسین علیہ السلام نے منزل لی،اور تقدیر کی بات کہ ھمیں بھی مجبوراً ان کے ساتھ ھی رکنا پڑا،جب ھم بیٹھے ھوئے کھانا کھا رھے تھے کہ اچانک امام حسین علیہ السلام کا ایلچی ھمارے پاس آیا اور اس نے سلام کرنے کے بعد کھا:

زھیر! تمھیں امام حسین علیہ السلام بلارھے ھیں۔

ھم نے یہ سب کچھ دیکھ کر بہت تعجب کیا اور ھم مبھوت ھوکر رہ گئے، اور زھیر تھوڑی دیر کے لئے غور و فکر میں ڈوب گئے، اچانک ان کی اھلیہ نے زھیر سے کھا:

سبحان اللہ! اے زھیر! فرزند رسول کے بلانے پر بھی سوچ میں پڑے ھو؟ تمھیں کیا ھوجائے گا، جاؤ اور ان کی باتوں کوسن کر واپس آجاؤ؟

زھیر کو اپنی اھلیہ کی شجاعانہ باتوں کو سن کر ایک دھکّا سا لگا اور کھڑے ھوکر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پھنچے، اور کچھ دیر بعد مسکراتے اور ھنستے ھوئے واپس پلٹے، اس طرح کہ ان کا چھرہ چمک رھا تھا، انھوں نے آتے ھی حکم دیا کہ ان کا خیمہ اکھاڑ لو اور ان کے اسباب و وسائل کو امام حسین علیہ السلام کے قافلہ کی طرف لے کر چلو۔

اس کے بعد اپنی اھلیہ سے کھا:

میں نے تمھیں طلاق دی، تم اپنے رشتہ د اروں کے یھاں جاسکتی ھو، کیونکہ میں یہ بات پسند نھیں کرتا کہ میری وجہ سے تمھیں کوئی دکھ درد پھنچے، میں تو امام حسین علیہ السلام پر قربان ھونا چاہتا ھوں۔

اس کے بعد اپنا مال و اسباب اپنے عموزادوں کے حوالہ کیا تاکہ اس کے رشتہ داروں تک پھنچا دیں، اس وقت اس بی بی نے روتے ھوئے زھیر کو وداع کیا اور کھا:

خداوند، تمھیں خیر و نیکی عنایت کرے، میری آرزو ھے کہ تم مجھے روز قیامت امام حسین علیہ السلام کے جدامجد رسول اللہ کے سامنے یاد کرو۔

اور پھر اپنے ساتھیوں سے کھا:

جو شخص چاہتا ھے میرے ساتھ آئے و رنہ تو یہ میرا آخری دیدار ھے، لیکن اس سے پھلے تمھیں ایک واقعہ سنادوں:

---

[1] بحار الانوار، ج۶، ص ۱۵۴، و ج۴۴،ص ۲۹۷۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جب ھم اھل روم سے جنگ کے لئے گئے تھے اور دریائی جنگ میں خداکی مدد سے ھم کامیاب ھوگئے اور ھمیں بہت سی چیزیں غنیمت ملی، جناب سلمان نے جو ھمارے ساتھ تھے، ھم سے پوچھا:

کیا تم خداوندعالم کی عطا کردہ غنائم سے راضی و خوشنود ھو؟

میں نے کہا: کیوں نھیں، میں خوش ھوں۔

پھر انھوں نے کہا:

پھر تم اس وقت کتنا خوش ھوگے جب جوانان جنت کے سردار (امام حسین(ع)) کے ساتھ ھوگے اور ان کی رکاب میں جنگ کرو گے؟ اور ان کی رکاب میں جہاد کرنا دنیا و آخرت کی سعادت کا سبب ھے۔

اس کے بعد انھوں نے سب کو رخصت کیا اور امام حسین علیہ السلام کی صف میں آگئے۔[1]

<۴۱>

ان کو مکہ و منیٰ پہچانتے ھیں

ایک سال ھشام بن عبد الملک (دسواں عباسی خلیفہ) حج کے لئے گیا، اور جب خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگا اور اس نے حجر اسود کا بوسہ لینا چاھا تو وھاں پر بھیڑ کی وجہ سے حجر اسود کو ھاتھ تک نہ لگا سکا، اس کے بعد اس کے لئے ایک منبر رکھا گیا اور وہ منبر پر گیا جس کے چاروں طرف شام کے لوگ جمع ھوگئے۔

ھشام طواف کرنے والوں کو دیکھ رھا تھا کہ اچانک حضرت علی بن الحسین امام سجاد علیہ السلام بھی آئے اس عالم میں کہ آپ لباس احرام پھنے ھوئے تھے اور آپ خوبصورت شخص اور خوش قامت انسان تھے ، آپ کی پیشانی پر سجدہ کی واضح نشانی دکھائی دے رھی تھی، آپ نے بہت ھی اطمینان و سکون کے ساتھ طواف کرنا شروع کیا اور عظمت وبرتری کے د ائرہ میں حجر اسود کے پاس پھنچے۔

لوگوں نے امام علیہ السلام کے احترام کی وجہ سے خود بخود راستہ دیا اور آپ نے آسانی کے ساتھ حجر اسود کواپنے ھاتھ سے مس کیا ، ھشام نے جیسے ھی امام علیہ السلام کی عظمت اور آپ کے اس قدر احترام کو دیکھا تو بہت پریشان ھوا۔

ایک شامی نے ھشام کی طرف رخ کرکے کہا:

یہ شخص کون ھے کہ جس کا اتنا زیادہ احترام ھو رھا ھے؟!

ھشام نے اس وجہ سے کہ کھیں شام کے لوگ آپ کو نہ پھنچان لیں اور آپ کے عاشق نہ ھوجائیں، جبکہ وہ امام کو پہچانتا تھا لیکن اس نے کہا:

میں اُسے نھیں جانتا۔

فرزدق نامی شاعر وھاں پر موجود تھا، انھوں کسی کی پروا کئے بغیر کہا:

لیکن میں ان کو جانتا ھوں۔

ایک شامی مرد نے کہا:

اے ابو الفرس! یہ شخص کون ھیں؟

فرزدق نے مکمل دلیری کے ساتھ امام سجاد علیہ السلام کی پہچان کے سلسلہ میں ایک قصیدہ کہا کہ جس کے چند بیت کا مضمون یہ ھے:

یہ وہ شخص ھے کہ سر زمین مکہ ان کے قدموں کے نشانات کو پہچانتی ھے۔

خانہ کعبہ، اندرون حرم، بیرون حرم اس کو پہچانتے ھیں۔

یہ خدا کے بہترین بندوں کا فرزند ھے۔

[1] بحار الانوار، ج۴۴، ص ۳۷۱، ۳۷۲۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ پرھیزگار، پاک اور پاکیزہ انسان اور زمین پر خدا کی نشانی ھے۔
یہ شخص وہ ھے جس کے پدر پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)ھیں جن پر خداوندعالم ھمیشہ درود و سلام بھیجتا ھے۔
اگر ”رکن“ کو معلوم ھوجائے کہ کون اس کو بوسہ دینے کے لئے آیا ھے تو فوراً خود کو زمین پر گرا لیتا تا کہ آپ کے قدموں کی خاک چومتا۔
ان کا نام علی ھے اور رسول خدا ان کے پدر ھیں کہ جن کے نور نے امتوں کو گمراھی سے نجات دی۔یہ وہ ھیں جن کے چچا جعفر طیار ھیں اور ان کے دوسرے چچا حمزہ شھید ھیں،یہ وھی شیر ھیں کہ جن کی دوستی کی قسم کھائی جاتی ھے۔
یہ سیدة نساء العالمین فاطمہ (ع) کے فرزند ھیں۔
یہ جانشین پیغمبر کے فرزند، کہ جن کی تلوار میں کفار کے لئے عذاب چھپا ھوا ھے۔
تمھارا یہ سوال کہ یہ کون ھے؟ ان کو کوئی نقصان نھیں پھنچا سکتا۔
کیونکہ تمام ھی عرب و عجم اس کو پہچانتے ھیں۔[1]
جیسے ھی ھشام نے یہ بہترین اشعار سنے تو اُسے غصہ آگیا اور اس نے کہا: کیوں تو نے ایسے اشعار ھماری شان میں نھیں کھے؟
فرزدق نے جواب دیا:
تو بھی ان کے جد کی طرح جد، ان کے والد کی طرح والد اور ان کی والدہ کی طرح ماں رکھتا تو تیری شان میں بھی ایسا قصیدہ کہتا۔
یہ سن کر ھشام نے حکم دیا کہ ان (فرزدق) کا وظیفہ بند کردیا جائے۔

---

[1] ہذا الذی تعرف البطحاء و طأتہ
و البیت یعرفہ و الحلّ و الحرم

ہذا ابن خیر عباد اللہ کلّھم
ہذا التقیّ النقیّ الطاھر العلم

ہذا الذی احمد المختار والدہ
صلیّ علیہ الالہ ما جری القلم

لو یعلم الرکّن من جاء یلثمہ
لخرّ یلثم منہ ما وطی القدم

ہذا علیّ رسول اللہ والدہ
امست بنور ھداہ تہتدی الامم

ہذا الذی عمّہ الطیّار جعفر
المقتول حمزۃ لیث حبّہ قسم

ہذا ابن سیدة النسوان فاطمة
و ابن الوصیّ الذی فی سیفہ نقم

و لیس قولک من ہذا؟ بضائرہ
العرب تعرف من أنکرت و العجم

اس بہترین قصیدہ کے چالیس شعر ھیں جو مکمل طور پر بحار الانوار کی ۴۶ویں جلد میں بیان ھوئے ھیں، ھم نے یھاں اختصار کے پیش نظر صرف چند شعر ذکر کئے ھیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نیز اس نے حکم دیا کہ فر زدق کو جلا وطن کرکے غسفان نامی جگہ (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ھے) قید کردیا جائے۔
جب امام سجاد علیہ السلام کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے ان کے لئے دس ہزار درھم بھیجے اور فرمایا: ھمیں معاف کرنا، اگر اس سے زیادہ میسر ھوتا تو تمھارے لئے زیادہ بھیجتے۔
فرزدق نے قبول نہیں کئے اور پیغام دیا: یابن رسول اللهؐ! میں نے یہ قصیدہ تو اس لئے کہا چونکہ ھشام نے آپ کو پہچاننے سے انکار کیا اس وقت مجھے خدا کے لئے غصہ آیااور میں نے ان اشعار کو کہہ ڈالا،لہٰذا ان کے مقابل کچھ بھی قبول نہیں کروں گا، اور وہ مبلغ امام علیہ السلام کی خدمت میں بھجوادی۔امام سجاد علیہ السلام نے وھی مبلغ دوبارہ بھیجی اور فرمایا:تمھیں میرے حق کا واسطہ یہ مبلغ قبول کرلو! خداوندعالم ھماری نسبت تمھاری باطنی محبت سے آگاہ ھے، چنانچہ اس موقع پر فرزدق نے وہ نذرانہ قبول کیا۔[1]

<۴۲>

امام باقر علیہ السلام ، نور درخشاں

ابوبصیر کہتے ھیں:
میں مسجد میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں وارد ھوا، میں نے دیکھا کہ لوگ وھاں رفت و آمد کر رھے تھے۔
امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:
لوگوں سے سوال کرو کہ کیا مجھے دیکھ رھے ھو؟
میں نے ھر ملنے والے شخص سے سوال کیا کہ :
کیا امام باقر (علیہ السلام) کو دیکھا ھے؟
وہ کہتا تھا:
نھیں، جبکہ امام وھیں کھڑے تھے۔
اس وقت ابو ھارون مکفوف (نابینا) وارد ھوئے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا:
اب ابوھارون سے سوال کرو کہ کیا وہ مجھے دیکھ رھے ھیں ؟
میں نے ان سے سوال کیا:
کیا تم نے امام باقر (علیہ السلام) کو دیکھا ھے؟
انھوں نے جواب دیا: جی ھاں!
اور پھر انھوں نے امام (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کرکے کہا:
کیا تم نھیں دیکھ رھے ھو کہ امام (علیہ السلام) وھاں کھڑے ھوئے ھیں۔
میں نے سوال کیا:
تمھیں کیسے معلوم ھوا ؟ (تم تو نا بینا ھو!)
انھوں نے جواب دیا:
میں کس طرح نہ پہچانو جبکہ امام (علیہ السلام) نور درخشاں ھیں؟!۔[2]
جی ھاں حقیقت کو ظاھری آنکھوں کے بجائے دل کی آنکھوں سے دیکھنا چاہئے۔

[1] بحار الانوار، ج۴۶، ص ۱۲۵۔
[2] بحار الانوار، ج۴۶، ص ۲۴۳۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۴۳>

ایک شخص عالَم برزخ میں

ابو عتیبہ کا کہنا ھے:

میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ ایک جوان آیا۔

اور اس نے عرض کیا:

میں شام کا رھنے والا ھوں اور آپ کا دوستدار ھوں اور آپ کے دشمنوں سے (بھی) بیزار ھوں، لیکن میرا باپ بنی امیہ کے چاھنے والوں میں سے تھا اور میرے علاوہ اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

وہ چاہتا تھا کہ اس کا مال مجھ تک نہ پھنچے، اسی وجہ سے اس نے اپنے مال کو چھپا دیا تھا، اس کے انتقال کے بعد میں نے بہت تلاش کیا لیکن مجھے کچھ نہ ملا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

کیا تم چاہتے ھو کہ اسے دیکھو اور خود اسی سے معلوم کرو کہ مال کھاں چھپایا ھے؟

میں نے عرض کیا:

ٹھیک ھے، خدا کی قسم! میں اس مال کا بہت زیادہ ضرورتمند ھوں۔

امام علیہ السلام نے ایک خط لکھا اور مھر لگا کر اس کو دیا اور فرمایا:

آج را ت اس خط کو لے کر قبرستان بقیع جانا اور جب قبرستان کے بیچ پھنچنا تو آواز دینا: یا ”درجان!“ ، یا ”درجان!“ ۔

ایک شخص تمھارے پاس آئے گا، یہ خط اس کو دیدینا اور اس سے کھنا کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے آیا ھوں، وہ تمھارے باپ کو لے کر آئے گا، اس کے بعد جو چاھنا اس سے معلوم کرنا!

اس شخص نے وہ خط لیا اور رات میں قبرستان بقیع میں گیا اور امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق عمل کیا۔

ابو عتیبہ کہتے ھیں:

میں صبح سویرے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پھنچا تاکہ دیکھو نکہ اس شخص نے گزشتہ رات کیا کیا ھے۔

میں نے دیکھا کہ وہ دروازہ کے پاس کھڑے ھوئے تھے اور اجازت کے انتظار میں ھیں، اور جیسے ھی ان کو اجازت ملی میں بھی ان کے ساتھ داخل ھوا۔

اس نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

جو کچھ آپ نے حکم دیا تھا گزشتہ رات میں نے اس پر عمل کیا، درجان کو آواز دی وہ آیا اور اس نے مجھ سے کھا:

تم اسی جگہ کھڑے رھو میں تمھارے باپ کو لاتا ھوں۔

اور اچانک وہ ایک سیاہ چھرے والے شخص کو لے کر آیا، دہکتی ھوئی آگ اور جھنم کے دھویں اور عذاب الٰھی نے اس کا چھرہ بدل ڈالا تھا۔

درجان نے کھا:

یہ تمھارا باپ ھے۔

میں نے اس سے سوال کیا:

کیا تو میرا باپ ھے؟

اس نے جواب دیا: ھاں!

میں نے کھا:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ تمہارا چہرہ بگڑا ہوا کیوں ہے؟

جواب دیا:

اے میرے بیٹے! میں بنی امیہ کا چاھنے والا تھا اور ان کو اھل بیت سے بہتر جانتا تھا، اسی وجہ سے خدا نے مجھے عذاب میں مبتلا کیا ھے، اور اب میں ایسے خطرناک عذاب میں مبتلا ھوں، اور چونکہ تو اھل بیت رسول کا پیرو تھا تجھے بُرا سمجھتا تھا، اسی وجہ سے میں نے اپنا مال تم سے چھپا دیا ھے، لیکن آج میں اپنے اس عقیدہ پر پشیمان اور شرمندہ ھوں۔

اے میرے بیٹے! باغ میں جانا اور زیتون کے درخت کے نیچے کھود کر پیسہ وھاں سے نکال لینا جو ایک لاکھ درھم ھیں، ان میں سے پچاس ہزار امام محمد باقر (علیہ السلام) کی خدمت میں تقدیم کرنا اور پچاس ہزار تم اپنے خرچ کے لئے رکھ لینا!![1]

<۴۴>

امام صادق علیہ السلام اور انصاف پسند تجارت

امام علیہ السلام کا ایک غلام ”مصادف“ تھا آپ نے اس کو ہزار دینار دیئے اور تجارت کے لئے مصر بھیج دیا۔

اس غلام نے ان پیسوں سے سامان خریدا، اور ان سودا گروں کے ساتھ ھوگیا جنھوں نے وھی سامان خریدا تھا، اور مصر کی طرف روانہ ھوئے، اور جب مصر کے نزدیک پہنچے تو اس قافلہ سے ملاقات ھوئی جو مصر سے واپس آرھا تھا، انھوںنے ان سے اپنے سامان کے بارے میں سوال کیا (جو عام ضرورت کا سامان تھا)

انھوں نے جواب دیا: مصر میں تمھارا سامان بہت کم ھے، اور اچھی قیمت پر بکے گا۔

جیسے ھی وہ غلام اور وہ قافلے والے مصر میں اس سامان کی قلت سے آگاہ ھوئے تو انھوں نے آپس میں قسم کھائی اور عھد کیا کہ اپنا سامان دو گُناقیمت سے کم میں فروخت نھیں کریں گے۔

جب وہ مصر میں پہنچے تو انھوںنے اپنے عھد و پیمان کے مطابق قیمت بڑھادی۔

اور اپنی خرید سے دوگنا قیمت پر وہ سامان فروخت کیا۔

چنانچہ وہ غلام ایک ہزار دینار منافع کے ساتھ مدینہ واپس پلٹا، اور امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں ہزار ہزار دینار کی دو تھیلیاں پیش کردیں اور عرض کیا:

میں آپ پر قربان! ایک تھیلی اصل سرمایہ ھے اور دوسری تھیلی تجارت کا خالص منافع ھے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ بہت زیادہ منافع ھے، بتاؤ تم نے یہ منافع کس طرح حاصل کیا؟

مصادف نے کہا: واقعہ یہ ھے کہ مصر کے نزدیک ھميں معلوم ھوا کہ یہ سامان وھاں کمیاب ھے، چنانچہ ھم نے عھد و پیمان کیا کہ دو گُناقیمت سے کم پر فروخت نھیں کریں گے، اور ھم نے وھاں جاکر یھی کام کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! تم نے سیاہ بازاری کے ذریعہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف قسم کھائی کہ اپنے سامان کو دو گُناقیمت سے کم میں فروخت نہ کرو گے؟! نھیں! ھم ایسی تجارت اور ایسا منافع نھیں چاہتے۔

[1] بحار الانوار، ج۴۶، ۲۴۵۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور پھر آپ نے ان میں سے ایک تھیلی اٹھائی اور فرمایا:

یہ میرا اصل سرمایہ ھے اور دوسری تھیلی قبول نہیں کی، اور پھر فرمایا: مجھے اس منافع کی کوئی ضرورت نہیں ھے (جو بے انصافی کے ذریعہ حاصل کیا گیا ھے)۔

پھر فرمایا: اے مصادف! تلوار سے جنگ کرنا، حلال روزی حاصل کرنے سے زیادہ آسان ھے،حلال طریقہ سے روزی حاصل کرنا بہت زیادہ سخت اور مشکل ھے۔[1]

<۴۵>

آخری وقت میں بہت حساس کلام

ابو بصیر کہتے ھیں:

میں امام صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کے بیت الشرف گیا تاکہ آپ کی زوجہ (حمیدہ) کی خدمت میں تعزیت پیش کروں، جیسے ھی اس بی بی نے مجھے د یکھا تو رونے لگیں اور میں بھی رونے لگا۔

اس کے بعد انھوں نے کہا:

اے ابو بصیر! اگر تم بھی امام علیہ السلام کے پاس آخری وقت موجود ہوتے تو ایک عجیب و غریب چیز کا مشاھدہ کرتے۔

میں نے کہا:

کیا واقعہ پیش آیا؟

انھوں نے کہا:

امام (علیہ السلام) کا آخری وقت تھا کہ اچانک آپ نے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں اور فرمایا:

فوراً سب اھل خانہ اور رشتہ داروں کو جمع کرو! ھم نے سب کو جمع کیا، یہاں تک کہ امام علیہ السلام کے رشتہ داروں میں کوئی بھی باقی نہیں رھا۔

اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص بھی نماز کو ھلکا سمجھے اسے ھرگز ھماری شفاعت نصیب نہ ھوگی:

”ان شفاعتنا لا تنال مستخفا بالصلاة“[2]

<۴۶>

سب سے زیادہ نا فھم انسان

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اگر شراب پینے والا کوئی رشتہ کے لئے آئے تو اسے قبول نہ کرو، چونکہ اس میں شادی کی صلاحیت نہیں ھے، اس کی باتوں کی تصدیق نہیں کرنی چاہئے، اور وہ جب کسی کے د رمیان واسطہ قرار پائے تو اسے قبول نہیں کرنا چاہئے اور اس پر اعتماد بھی نہیں کرنا چاہئے، اگر کوئی شخص کسی شرابی کے پاس کوئی امانت رکھے اور اگر وہ ضائع ھوجائے تو خداوندعالم صاحب امانت کو کوئی ثواب عطا نہیں کرے گا، اور اس کے ھاتھ سے ضائع ھونے والی امانت کی تلافی بھی نہیں کرے گا۔

---

[1] بحار الانوار، ج۴۷، ۵۹۔

[2] بحار الانوار، ج۶، ص ۱۵۴،و ج۴۴، ص ۲۹۷۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس کے بعد فرمایا:

میں چاہتا تھا کہ کسی شخص کو سرمایہ دے کر مُلک یمن تجارت کے لئے بھیجوں، اپنے والد بزرگوار امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

میں چاہتا ہوں کہ فلاں شخص کو تجارت کے لئے مال دوں، آپ کی رائے کیا ہے؟ کیا اس کام میں صلاح ہے یا نہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ وہ شراب پیتا ہے؟

میں نے کہا:

میں نے بعض مومنین سے سنا ہے کہ وہ شراب پیتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مومنین کی باتوں کی تصدیق کریں، کیونکہ خداوندعالم نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے سلسلہ میں فرمایا: پیغمبر خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنین کی تصدیق کرتے ہیں، لہٰذا آپ بھی مومنین کی تصدیق کریں۔

اور پھر فرمایا: اگر اس کو اپنا سرمایہ دیں اور اگر وہ سرمایہ نابود ہوجائے تو خدا اس کا کوئی اجر و ثواب نہیں دے گا اور تمہاری امانت کی تلافی بھی نہیں کرے گا۔

میں نے کہا:

کس لئے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوندعالم فرماتا ہے:

< وَلاَتُؤْتُوا السُّفَہَاءَ أَمْوَالَکُمْ الَّتِی جَعَلَ اللهُ لَکُمْ قِیَامًا>[1]

”اور نا سمجھ لوگوں کو ان کے وہ اموال جن کو تمہارے لئے قیام کا ذریعہ بنایا گیا ہے نہ دو “۔

کیا شرابی سے زیادہ کوئی نادان اور جاہل ہوگا؟

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: جب تک انسان شراب نہیں پیتا ہمیشہ خدا کی پناہ میں رہتا ہے اور اس کے لطف و کرم کے زیر سایہ اس کے اسرار کی پردہ پوشی ہوتی رہتی ہے، لیکن جب وہ شراب پیتا ہے تو اس سے پردہ اٹھ جاتا ہے اور خدا اس کو اپنی پناہ میں محفوظ نہیں رکھتا۔

اس صورت میں ایسے شخص کے کان، اس کی آنکھیں، اس کے ہاتھ و پیرھر ایک چیز شیطان ہوجاتی ہے اور اس کوھر برائی کی طرف کھینچتی ہے اور ھر نیکی سے دور رکھتی ہے۔[2]

<۴۷>

ایمان کے دس درجے

عبد العزیز قراطیسی کہتے ہیں :

امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

اے عبد العزیز ایمان کے دس درجے ہیں سیڑھی کی طرح اور زینہ بہ زینہ اس سے اوپر جایا جائے۔

---

[1] سورہ نساء ، آیت ۵۔

[2] بحار الانوار، ج۱۰۳، ص ۸۴۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جو شخص ایمان کے دوسرے درجے پر فائز ھے اسے ایمان کے پھلے درجے والے پر تنقید نھیں کرنی چاہئے اور یہ نھیں کھنا چاہئے کہ تو ایمان ھی نھیں رکھتا۔

جو شخص ایمان کے پھلے درجے میں ھے اسے اپنی راہ پر چلتے رھنا چاہئے یھاں تک کہ دسویں درجے تک پھنچ جائے۔

اے عبد العزیز! جس شخص کا ایمان تم سے کم درجے پر ھے اس کو بے ایمان تصور نہ کرو، تاکہ جو شخص ایمان میں تم سے بلند درجے پر فائز ھے وہ تمھیں بے ایمان نہ سمجھے۔

جب تم دیکھو کہ کوئی ایمان کے لحاظ سے تم سے کم درجے پر ھے تو اس کے ساتھ محبت اور نرمی کا برتاؤ کرو اور اس کو اپنے درجہ تک لے آؤ، اور وہ جس چیز کو برداشت کرنے کی طاقت نھیں رکھتا اس پر نہ تھونپو! کہ کھیں اس کا دل ٹوٹ نہ جائے اور یہ کام صحیح نھیں ھے، کیونکہ جو شخص کسی مومن کے د ل کو توڑے اس پر واجب ھے کہ اس کے ٹوٹے ھوئے دل کا مرھم بن جائے۔

اور پھر فرمایا:

مقداد، ایمان کے آٹھویں درجے پر، جناب ابوذر ایمان کے نویں درجے پر اور سلمان ایمان کے دسویں درجے (جو ایمان کا سب سے بلند درجہ ھے) پر فائز ھیں۔[1]

<۴۸>

منطقی کلام

منصور دوانقی (جناب عباسی خلیفہ) نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا:

کیوں دوسروں کی طرح ھمارے پاس نھیں آتے اور ھمارے پاس نھیں بیٹھتے؟

امام علیہ السلام نے جواب دیا:

ھمارے پاس دنیا کی کوئی چیز نھیں ھے کہ جس کی بنا پر ھم تجھ سے ڈریں، اور تیرے اندر بھی آخرت کی کوئی فضیلت نھیں ھے کہ جس کی بنا پر ھم تجھ سے امیدوار ھوں، اور نہ تجھے کوئی نعمت ملی ھے کہ تجھے مبارکباد دیں، نہ ھی تجھ پر کوئی بلا و مصیبت نازل ھوئی ھے کہ تجھے آکر تعزیت دیں، لہٰذا کس لئے تیرے پاس آیا جائے؟!

منصور نے لکھا: آئیے ھمیں نصیحت کیجئے!

امام علیہ السلام نے جواب دیا:جو شخص اھل دنیا ھوگا وہ تجھے نصیحت نھیں کرے گا اور جو شخص اھل آخرت ھوگا وہ تیرے پاس نھیں آئے گا۔[2]

<۴۹>

فضول خرچی منع ھے

ابان بن تغلب بیان کرتے ھیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اے ابان! کیا تم گمان کرتے ھو کہ جس شخص کو خداوندعالم نے مال و دولت عطا کی ھے اس کی وجہ خدا کے نزدیک اس کی عظمت ھے اور یہ کہ خداوندعالم اس کو دوست رکھتا ھے؟

---

[1] بحار الانوار، ج۲۲، ص ۲۵۰۔

[2] بحار الانوار، ج۴۷، ص۱۸۴۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور جس کو خدانے اپنی عطا سے محروم کیا ھے اور اس کی زندگی سختی میں گزر رھی ھے تو اس کی وجہ یہ ھے کہ خدا کے نزدیک اس کی کوئی اھمیت نہیں ھے اور خداوندعالم اس کو دوست نہیں رکھتا؟

ھرگز ایسا نہیں ھے، کیونکہ مال و دولت خدا کی طرف سے ھوتا ھے اور لوگوں کو امانت کے طور پر دیا جاتا ھے لہذا اس سلسلہ میں لوگ آزاد ھیں کہ اعتدال پسندی سے کھائیں اور پئیں، لباس بنائیں، شادی کریں، اپنے لئے سواری کا انتظام کریں اور ایک عام انداز میں زندگی بسر کریں۔

اور جب بھی عام اخراجات سے کچھ بچ جائے تو غریبوں اور محتاج لوگوں کی مدد کریں اور ان کی مشکلوں کو حل کریں۔

جو شخص خداوندعالم کے مال میں اسی طرح شرعی اور میانہ روی سے کام لے، وہ چاھے کتنا بھی فائدہ اٹھائے اور (اسی دائرے میں رہ کر) کچھ بھی کام کرے وہ اس کے لئے حلال ھے، اور اس کا کھانا پینا، سواری، اور شادی بیاہ کا خرچ سب کچھ حلال ھے۔

اور جو شخص فضول خرچی سے کام لے اور حرام اور غلط کاموں میں خرچ کرے تو وہ اس کے لئے حرام ھے۔

اور پھر فرمایا:

"فضول خرچی نہ کرو، کیونکہ خداوندعالم فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

اے ابان! تم یہ سوچتے ھو کہ خداوندعالم اپنے فضل و کرم سے کسی کو کوئی مال امانت دے اور وہ اپنے لئے دس ہزار درھم کا گھوڑا خرید سکتا ھے جبکہ اس کے لئے بیس درھم کا گھوڑا بھی کافی ھے، یا ہزار دینار کی کنیز خریدے جبکہ بیس دینار کی کنیز اس کے لئے کافی ھے؟

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا:

زیادہ روی سے کام نہ لو، کیونکہ خداوند عالم فضول خرچ اور اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔[1]

<۵۰>

بد ترین حالت میں موت

ایک شخص نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے پڑوسیوں کے یہاں کچھ کنیزیں ھیں جو گاتی بجاتی ھیں۔

اور جب میں قضائے حاجت کے لئے جاتا ھوں تو ان کے گانے بجانے کی آواز سن کر زیادہ دیر تک بیٹھا رہتا ھوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

یہ کام نہ کرو، وھاں زیادہ نہ بیٹھا کرو، اور گانے بجانے کی آواز سے پرھیز کرو!

اس شخص نے کہا:

خدا کی قسم! میں ان کی آواز سننے کے لئے وھاں نہیں جاتا ھوں، بلکہ جب کبھی میں وھاں جاتا ھوں تو اچانک ان کی آواز میرے کان میں پھنچتی ھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

[1] بحار الانوار، ج۷۵، ص۳۰۵، وج ۷۹، ص ۳۰۴۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کیا تم نے نھیں سناھے کہ خداوندعالم نے فرمایا ھے:
<وَلاَتَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ أُوْلٰئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُولًا>[1]

”انسان کے کان، آنکھ اور دل سب سے سوال کیا جائے گا“۔

اس شخص نے کھا: جی ھاں، خدا کی قسم! میں نے ابھی تک اس آیت کو نہ قرآن سے، نہ کسی عرب سے اور نہ ھی کسی عجم سے سنا ھے، اس کے بعد سے میں اس کام کو ترک کردوں گا اور خدا سے اپنی بخشش اور مغفرت کی درخواست کرتا ھوں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

اٹھو، اور غسل توبہ کرو، اور جتنی نمازیں پڑھ سکتے ھو پڑھو، کیونکہ تمھیں بہت بُرے کام کی عادت ھوگئی تھی کہ اگر اس حال میں تمھاری موت آجاتی تو تمھاری بڑی ذمہ داری ھوتی، لٰہذا اب تم خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو،اور اس کی بارگاہ میں دعا کرو کہ تمھارے بُرے کاموں پر تمھاری توبہ قبول کرلے۔[2]

<۵۱>

حضرت امام صادق علیہ السلام کی تین نصیحتیں

کوفہ کے رھنے والے ایک شیعہ بنام عبد الاعلیٰ کھتے ھیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام کے بعض ماننے والوں نے امام علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور چند ضروری مسائل کے سلسلہ میں سوال کیا، اور مجھ سے بھی کھا کہ میں مسلمانوں پر ایک دوسرے کے حقوق کے بارے میں امام علیہ السلام سے زبانی سوال کروں۔

میں جب مدینہ پھنچا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ھوا تو امام علیہ السلام کے چاھنے والوں کا خط امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا اور یہ سوال بھی کیا کہ ”ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی پر کیا کیا حق ھے“؟۔

امام علیہ السلام نے دوستوں کے خطوط کا جواب دیا لیکن میرے زبانی سوال کا جواب نہ دیا۔

چنانچہ جب میں نے کوفہ لوٹنے کا ارادہ کیا تو الوداعی کے لئے امام علیہ السلام کی خدمت میں پھنچا۔

میں نے عرض کیا:

یابن رسول اللہ! میں نے آپ سے ایک سوال کیا تھا لیکن آپ نے جواب عنایت نھیں کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

میں نے جان بوجھ کر جواب نھیں دیا۔

میں نے کھا: کس لئے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ میں خوفزدہ تھا کہ تم سے حقیقت بیان کروں اور تم اس پر عمل نہ کرو اور کافر ھوجاؤ۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اب تم جان لو کہ مخلوق پر خداوندعالم کے سب سے زیادہ سخت اور اھم واجبات تین چیزیں ھیں:

۱۔ اپنے اور دوسروں کے درمیان عدل و انصاف کی رعایت کرنا یھاں تک کہ جو کچھ تم اپنے لئے پسند نھیں کرتے وہ اپنے مومن بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

---

[1] سورہ اسرا، آیت۳۶۔

[2] بحار الانوار، ج۶، ص ۳۴۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے اپنے مال سے دریغ نہ کرنا اور ان کے ساتھ دل سے مدد کرنا۔
۳۔ ھر حال میں خدا کی یاد، لیکن یاد خدا سے میری مراد "سبحان اللہ و الحمد للہ" کھنا نھیں ھے، بلکہ میری مراد یہ ھے کہ مسلمان کو ایسا ھونا چاہئے کہ جب بھی کسی حرام کام کا موقع آئے تو خدا کی یاد اس حرام کام میں مانع ھوجائے اور اُسے گناہ کے ارتکاب سے روکے رکھے۔[1]

<۵۲>

غریبوں کی مدد

محمد ابن عجلان کہتے ھیں:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شیعہ آیا اور اس نے سلام کیا، امام علیہ السلام نے (جواب سلام کے بعد) اس سے سوال کیا:

تمھارے بھائی کس عالم میں تھے؟

اس نے جواب میں ان کی تعریف کی اور کھا:

وہ بہت اچھے اور شائستہ ھیں۔

امام علیہ السلام نے سوال فرمایا:

ان میں سے صاحبان حیثیت لوگوں کا غریبوں کے یہاں آنا جانا اور ان کے حالات پر توجہ رکھنا کیسا ھے؟

اس نے کہا:

ان کے درمیان ایسا رابطہ کم ھے (یعنی بہت زیادہ رابطہ نھیں ھے) اور ایک دوسرے کی زیادہ احوال پرسی نھیں کرتے۔

امام علیہ السلام نے سوال فرمایا:

مالدار لوگ غریبوں کی مدد کرتے ھیں یا نھیں؟

اس نے جواب دیا:

آپ ایسے صفات کے سلسلہ میں سوال فرماتے ھیں جو ان لوگوں کے د رمیان کم ھیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اس بنا پر وہ خود کو کس طرح شیعہ کہتے ھیں!

حقیقی شیعہ وہ ھے جو غریبوں کی مدد کے لئے قدم بڑھائے اور ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرتا رھے۔[2]

<۵۳>

سوال سے پھلے احسان

اسحاق کہتے ھیں: میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا اور معلی بن خُنیس بھی امام علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے، اس موقع پر ایک خراسان کا رھنے والا شخص آیا اور اس نے کہا: یابن رسول اللہ! میرے پاس

---

[1] بحار الانوار، ج۷۴، ص ۲۴۲۔
[2] بحار الانوار، ج۷۴، ص ۳۵۳۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیسہ کم ھے اور میرے پاس اپنے وطن جانے کا خرچ بھی نہیں ھے مگر یہ کہ آپ میری مدد فرمائیں۔

امام صادق علیہ السلام نے داھنے اور بائیں نگاہ کی اور فرمایا:

کیا تم لوگ سن رھے ھو کہ تمھارا دینی بھائی کیا کہہ رھا ھے؟

نیکی تو وہ ھے کہ سوال کرنے سے پھلے کی جائے، سوال کے بعد عطا و بخشش تو اس کی بے آبروئی کی جزا ھے۔۔۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا: ”قسم ھے اس خدا کی جو دانہ کا منھ شگافتہ کرتا ھے اور انسانوں کو خلق کرتا ھے اور اس نے مجھے حقیقت میں پیغمبر قرار دیا ھے، سوال کرنے والا سائل ، عطا کرنے والے سے کھیں زیادہ زحمت اٹھاتا ھے“۔

اور پھر پانچ ہزار درھم جمع کئے اور اس کو دئے۔[1]

<۵۴>

جاھلوں کا بوجھ عالموں پر

حارث ابن مغیرہ کہتے ھیں:

ایک رات مدینہ کی گلیوں میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے ملاقات ھوئی تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے حارث!

میں نے عرض کی: جی ھاں!

فرمایا:

”تمھارے جاھلوں کے گناھوں کا بار تمھارے علماء کے ذمہ ھے اور تمھارے علماء جاھلوں کا بار اٹھانے والے ھوں گے“۔

اس کے بعد امام علیہ السلام روانہ ھوگئے۔

حارث کہتے ھیں:

میں کچھ مدت کے بعد حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں پھنچا، اور میں نے اجازت لے کر عرض کی:

میں آپ پر قربان! یہ آپ نے کس لئے فرمایا ھے کہ جاھلوں کے گناھوں کا بار تمھارے علماء اٹھائیں گے، آپ کا یہ فرمان بہت اھم دکھائی دیتا ھے جس کی وجہ سے میں بہت زیادہ پریشان ھوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جی ھاں! میں نے حقیقت ھی بیان کی ھے، تمھارے جاھلوں کے گناھوں کا بوجھ تمھارے علماء کی گردن پر ھے، اس کی وجہ یہ ھے کہ جب تم میں سے کوئی شخص گناہ کا مرتکب ھوتا ھے جس کی وجہ سے ھمیں تکلیف ھوتی ھے اور ھم پر انگلی اٹھتی ھے، علماء نے اس کو نصیحت نہیں کی ھے اور اپنے بہترین کلام سے اس کو وعظ و نصیحت نہیں کی ، اورنہ ھی اس کو خواب غفلت سے بیدار کیا ھے۔

میں نے کھا:

اگر اس کو نصیحت کریں لیکن وہ قبول نہ کریں اور ھمارے کھنے پر عمل نہ کرے تو کیا کیا جائے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

[1] بحار الانوار، ج۹۶، ص ۱۴۷۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اگر ایسا ھو تو ایسے شخص پر غضب کرو اور کبھی بھی ایسے لوگوں سے دوستی اور رفاقت نہ کرو۔[1]

<۵۵>

پڑوسی سے (اچھا)سلوک

ایک شخص کا کھنا ھے:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ھوا اور میں نے عرض کی:

میرا ایک پڑوسی ھے جو مجھے تکلیف پھنچاتا رہتا ھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

تم اس کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے رھو!

میں نے عرض کی:

خداوندعالم اس کو نہ بخشے۔

(یہ سن کر) امام علیہ السلام نے مجھ سے منھ پھیر لیا۔

وہ شخص کہتا ھے:

میں اس حال میں امام علیہ السلام کے پاس سے اٹھنا نھیں چاہتا تھا، اسی وجہ سے میں نے امام علیہ السلام کو متوجہ کرنے کے لئے عرض کیا:

میرا پڑوسی مجھے ایسا ویسا کہتا ھے اور مجھے تکلیف پہچاتا رہتا ھے۔

فرمایا:

تم سوچتے ھو کہ اگر علی الاعلان اس سے دشمنی کرنے لگے (یعنی تم بھی اس کو آزار و تکلیف پھنچانے لگے) تو گویا تم نے اس سے بدلہ لے لیا ھے؟

میں نے عرض کی:

جی ھاں، ایسا میں کرسکتا ھوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

تمھارا پڑوسی حسد کرنے والا ھے وہ ان لوگوں میں سے ھے جو لوگوں کی خدا داد نعمتوں کو دیکھ کر حسد کرتا ھے، ایسا شخص اگر کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھے اپنے باطن میں اٹھنے والے آگ کے شعلہ کی وجہ سے پریشان ھوجاتا ھے اور اگر اھل خانہ ھوں تو ان کو آزار و تکلیف پھنچاتا ھے اور اگر اھل خانہ نہ ھوں تو اپنے نوکر اور غلام سے جھگڑا کرتا ھے اور اس کا نوکر بھی نہ ھو تو اسے رات بھر نیند نھیں آتی اور دن بھر غیظ و غضب میں گزارتا ھے۔[2]

لہٰذا ایسے انسان سے مقابلہ کرنا صحیح نھیں ھے اور اس سے مریضوں والا سلوک کرنا چاہئے کیونکہ ایسا آدمی مریض ھوتا ھے۔

<۵۶>

وجود خالق پر دلیل

ابو شاکر دیصانی کا کھنا ھے:

میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ھوا۔

---

[1] بحار الانوار، ج۲، ۲۲۱۔

[2] بحار الانوار، ج۷۴، ص ۱۵۲۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں نے عرض کی:
اگر آپ اجازت دیں تومیں ایک سوال معلوم کروں؟
امام علیہ السلام نے فرمایا:
تم جو چاھو سوال معلوم کرو۔
میں نے کہا:
خالق کے وجود پر آپ کے پاس کیا دلیل ھے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا:
خود میرا وجود، کیونکہ میں اپنے وجود کو ان دو حالتوں سے خالی نھیں جانتا:
یا تو خود میں نے خود کو پیدا کیا ھے؟
اس صورت میں یا پیدا کرتے وقت، خود ”میری ھستی“ موجود تھی یا موجود نھیں تھی۔
اگر ”میری ھستی“ موجود تھی اور پھر میں نے اس کو پیدا کیا تو اس صورت میناس کو پیدا کرنے کی ضرورت ھی کیا تھیکیوں کہ یہ میری ھستی تو پھلے ھی سے موجود تھی ، لہٰذا ایسا ھونا ممکن نھیں ھے۔
اور اگر اس صورت میں کہ جب میں نھیں تھااور میں نے خود کو پیدا کیا ھو ، تو تم جانتے ھو کہ غیر موجود چیز کسی چیز کو وجود میننھیںلا سکتی۔
اس بنا پر تیسری بات ثابت ھوجاتی ھے اور وہ یہ ھے کہ میرے لئے کوئی صانع اور پیدا کرنے والا موجود ھے۔
(یہ سن کر) ابو شاکر کچھ کھے بغیر ھی وھاں سے اٹھا اور چلا گیا۔[1]

<۵۷>

قبول نہ ھونے والی دعائیں

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:
چار لوگوں کی دعائیں قبول نھیں ھوتیں:
۱۔ وہ شخص جو صرف اپنے گھر میں بیٹھا رھے اور کھے:
خداوندا! مجھے روزی عطا کر۔
خداوندعالم اس سے فرماتا ھے:
کیا میں نے تجھے حکم نھیں دیا ھے کہ اپنی روزی کی تلاش کر؟
۲۔ وہ شخص جو اپنے نا اھل زوجہ کے سلسلہ میں نفرین کرے۔
خداوندعالم اس سے بھی فرماتا ھے:
کیا میں نے طلاق کا اختیار تیرے ھاتھ میں نھیں رکھا ھے؟!
۳۔ وہ شخص جس نے اپنا مال غلط جگہ رکھا اور اس میں فضول خرچی سے کام لیا اور وہ کھے:
خداوندا! مجھے روزی عطا کرا!
خداوندعالم اس سے بھی فرماتا ھے:
کیا میں نے تجھے خرچ میں درمیانی راستہ اختیار کرنے کا حکم نھیں دیا تھا؟
کیا میں نے تجھے حکم نھیں دیا تھا، کہ اپنے مال کو دیکھ بھال کر خرچ کرو اور برے کاموں میں خرچ نہ کر؟
جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ھوتا ھے:

---

[1] بحار الانوار، ج۳، ص ۵۰۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جو لوگ خرچ کرتے هیں اور نہ فضول خرچی کرتے هیں اور نہ کم خرچ کرتے هیں ،اور بخل نهیں کرتے، اور ان دونوں صفات کے درمیانی راہ اختیار کرتے هیں۔

۴۔ وہ شخص جو شاهد اور گواہ کے بغیر دوسرے کو قرض دے، (اس کے بعد قرض دار انکار کردے) اور وہ شخص اپنا حق لینے کے لئے خدا سے مدد حاصل کرے۔

اس سے بهی خداوندعالم فرماتا هے:

کیا میں نے تجھے حکم نهیں دیا تھا کہ قرض دیتے وقت گواہ معین کرلیا کرو؟[1]

<۵۸>

امام کاظم علیہ السلام هارون کے محل میں

ایک روز حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بغداد میں هارون کے محلوں میں سے ایک محل میں بهیجا گیا۔

اپنی طاقت و قدرت کے نشہ میں مست هارون نے اپنے محل کی طرف اشارہ کرتے هوئے کہا:

یہ محل کس کا هے؟

هارون یہ سوچ رها تھا کہ آپ کے سامنے اپنی شان و شوکت ظاهر کرے۔

امام علیہ السلام نے اس کے زرق و برق والے محل پر بے توجهی کرتے هوئے فرمایا:

یہ مکان ، فاسقوں کا گھر هے، جن کے بارے میں خداوندعالم فرماتا هے:

”میں عنقریب اپنی آیتوں کی طرف سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو روئے زمین پرناحق اکڑتے پھرتے هیں اور یہ کسی بهی نشانی کو دیکھ لیں ایمان لانے والے نهیں هیں ۔ ان کا حال یہ هے کہ هدایت کا راستہ دیکھیں گے تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں گے اور گمراهی کا راستہ دیکھیں گے تو اسے فوراًاختیار کرلیں گے یہ سب اس لئے هے کہ انهوں نے هماری نشانیوں کو جھٹلایا هے ان کے اعمال برباد هیں اور ظاهر هے کہ انهیں ویسا هی بدلہ تو دیا جائے گا جیسے اعمال کر رهے هیں “۔[2]

(اور هارون تو بهی انهیں لوگوں میں سے هے جنهوں نے حق کے مقابل تکبر کیا اور مقابلہ کے لئے تیار هوگئے)

هارون اس جواب سے سخت پریشان هوا اور اس نے امام علیہ السلام سے سوال کیا:

پس درحقیقت یہ مکان کس کا مکان هے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

یہ مکان حقیقت میں همارے شیعوں کا هے، اس وقت دوسروں (تم) نے زبردستی لے رکھا هے اور ان کے لئے امتحان اور آزمائش کا وقت هے۔

هارون نے کہا:

اگر یہ محل شیعوں کا هے تو پھر اس کے مالک هم سے کیوں نهیں لیتے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

یہ مکان، اس کے اصل مالک سے آبادصورت میں لیا گیا تھا جب اس کو آباد کر لیا جائے گا تو واپس لے لیا جائے گا۔[3]

---

[1] بحار الانوار، ج۹۳، ص ۳۶۰، اور جلد ۷۳، ص ۳۔

[2] سورہ اعراف، آیت ۱۴۶۔

[3] بحار الانوار، ج۴۸، ص ۱۳۸۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۵۹>

ظالم حکومت میں نوکری کرنا

علی بن یقطین، ھارون الرشید کے ایک طاقتور وزیر ھونے کے باوجود امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سچے شیعوں میں سے تھے، جبکہ امام علیہ السالم ظالموں کی مدد اور ان کے ساتھ کام کو جائز نہیں مانتے تھے لیکن بعض قابل اطمینان لوگوں کا ظالم حکومت میں مشغول رھنا بھی ضروری سمجھتے تھے، کہ جن میں سے ایک علی بن یقطین تھے، انھوں نے بارھا استعفاء دینے کے لئے امام کاظم علیہ السلام سے اجازت طلب کی لیکن امام علیہ السلام نے ان کو اجازت نہیں دی اور فرمایا:

تم یہ کام نہ کرو! ھم تم سے محبت کرتے ھیں، خلیفہ کے دربار میں تمھارا مشغول رھنا تمھارے دینی بھائیوں (شیعوں) کے لئے باعث عزت ھے، امید ھے کہ خداوندعالم تمھارے ذریعہ سے پریشانیوں کو دور کرے اور دشمن کے کینہ کی آگ کو خاموش کرے۔

اے علی بن یقطین! ظالم دربار میں نوکری کرنے کا کفارہ اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا ھے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

تم میرے سامنے ایک چیز کی ضمانت دو! میں اس کے مقابلہ میں تین چیزوں کی ضمانت دیتا ھوں۔

لیکن وہ چیز جس کی تم ضمانت دو یہ ھے کہ جب بھی ھمارے چاھنے والوں میں سے کوئی شخص تمھارے پاس آئے اس کی ھر حاجت پوری کرو، اور اس کا احترام کرو۔

اور میں جن چیز وں کی ضمانت دوں وہ یہ ھیں:

۱۔ تم کبھی بھی قیدی نہیں بنائے جاؤ گے۔

۲۔کبھی بھی دشمن کی تلوار سے قتل نہ ھو گے۔

۳۔ کبھی بھی فقر و غربت میں مبتلا نہ ھوگے۔

اے علی (بن یقطین) جو شخص کسی مومن کو خوش کرے تو اس نے پھلی منزل میں خدا کو، دوسری منزل میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کو اور تیسری منزل میں ھم سب کو خوش کیا ھے۔[1]

<۶۰>

ابوحنیفہ، امام موسیٰ کاظم (ع)کی خدمت میں

ابو حنیفہ کا کھنا ھے:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ھوا تاکہ چند مسئلوں کے بارے میں سوال کروں۔

مجھے بتایا گیاکہ امام علیہ السلام سوئے ھوئے ھیں، لہٰذا میں آپ کے بیدار ھونے کا منتظر رھا، اس موقع پر ایک پانچ یا چھ سال کا بچہ بر آمد ھوا جو بھت خوبصورت، باوقار اور دیدہ زیب تھا، میں نے سوال کیا:

یہ بچہ کون ھے؟

مجھے بتایا گیا:

[1] بحار الانوار، ج۴۸، ص ۱۳۶، و ج ۷۵، ص ۳۷۹ تھوڑے فرق کے ساتھ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

موسیٰ بن جعفر (علیهما السلام) هےں۔
میں نے عرض کی:
یا بن رسول اللهؐ! بندوں کے گناهوں کے سلسلہ میں آپ کا نظریہ کیا هے، اور کون لوگ گناہ کرتے هیں؟
امام علیہ السلام دوزانو بیٹھ گئے اور اپنا داهنا هاتھ اپنے بائیں هاتھ پر رکھا اور فرمایا:
ابو حنیفہ ! تم نے سوال کیا هے تو اس کا جواب بھی سنو! اور جب سن لو تو اس کا دھیان رکھو اور اس پر عمل کرو!
بندوں کے گناہ تین حال سے خالی نهیں هیں:
۱۔یا تو صرف خداوندعالم ان گناهوں کو انجام دیتا هے۔
۲۔ یا خدا اور بندہ دونوں (مل کر) انجام دیتے هیں۔
۳۔ یا صرف بندہ انجام دیتا هے۔
اگر صرف خداوندعالم انجام دے تو پھر اپنے بندے کو سزا کیسے دیتا هے، کیونکہ اس نے یہ کام انجام هی نهیں دیا هے، جبکہ خداوندعالم عادل اور رحیم اور حکیم هے۔
اور اگر خدا اور بندہ نے ایک ساتھ مل کر انجام دیا هے، تو پھر صاحب قدرت شریک اپنے کمزور شریک کو سزا دیتا هے اس کام میں کہ جس میں وہ خود بھی شریک تھا اور اس نے اس کی مدد کی هے۔
اس کے بعد فرمایا: اے ابو حنیفہ ! یہ دو صورتیں تو محال هیں، (یعنی نہ خدا انجام دیتا هے اور نہ خدا اور بندہ مل کر انجام دیتے هیں)
ابو حنیفہ نے کها: جی هاں! یہ صحیح هے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بنا پر صرف ایک هی صورت باقی رہ جاتی هے اور وہ یہ هے کہ بندہ اکیلا گناہ انجام دیتا هے اور اکیلا هی اپنے اعمال کا ذمہ دار هے، (یعنی اس کی جزا یا سزا بھی اسے هی ملے گی)[1]

<۶۱>

آسان موت

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ایک بیٹا جوانی کے عالم میں دنیا سے رخصت هورها تھا، تو امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے قاسم سے فرمایا: اٹھو اور اپنے بھائی کی بالین پر سورہ والصافات آخر تک پڑھو! اِدھر جنابِ قاسم نے سورہ کی تلاوت شروع کی اور جب آیہ شریفہ: <أَہُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا>[2] پر پهنچے تو وہ جوان اس دنیا سے رخصت هوگیا، اور جب غسل و کفن کے بعد قبرستان کی طرف لے کر چلے تو یعقوب بن جعفر نے امام کاظم علیہ السلام سے عرض کیا: جب کوئی حالت احتضار میں هوتا هے تو اس کے سرهانے سورہ یٰس پڑھتے هیں لیکن آپ نے حکم دیا هے کہ سورہ ”والصافات“ پڑھو۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بیٹے! جو شخص مرض الموت میں مبتلا هو اس کے سرهانے اس سورہ کی تلاوت کرنے سے خداوندعالم اس کو فوراً آسودہ کردیتا هے، اور وہ دنیا سے رخصت هوجاتا هے۔[3]

---
[1] بحار الانوار، ج۴۸، ص ۱۷۵۔
[2] سورہ صافات، آیت ۱۱۔
[3] بحار الانوار، ج۴۸، ص ۲۸۹۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

”اب ذرا ان سے دریافت کرو کہ یہ زیادہ دشوار گذار مخلوق ھیں یا جن کو ھم پیدا کرچکے ھیں ھم نے ان سب کو ایک لسدار مٹی سے پیدا کیا ھے “۔

<۴۲>

تقویٰ کا امتیاز

زید برادر امام رضا علیہ السلام نے جب مدینہ میں قیام کیا، تو اس نے بعض لوگوں کے گھروں میں آگ لگادی اور کچھ لوگوں کو قتل کر ڈالا، اسی وجہ سے اس کو زید النار (آگ لگانے والا) کھا جانے لگا۔

مامون نے اپنے کچھ سپاھیوں کو بھیجا، چنانچہ وہ گئے اور اس کو پکڑ کر مامون کے پاس لے آئے۔

مامون نے (امام رضا علیہ السلام کی وجہ سے اس کی خطا سے درگزر کیا) اور حکم دیا کہ اس کو اس کے بھائی امام رضا علیہ السلام کے پاس لے جاؤ۔

حسن ابن موسیٰ کہتے ھیں:

میں خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی بزم میں بیٹھا ھوا تھا، وھاں پر زید بھی تھا، اور وہ امام علیہ السلام کی باتوں کی طرف بے توجھی کرتے ھوئے کچھ لوگوں سے باتیں کرنے لگا کہ ھم ایسے اور ویسے ھیں اور اپنے اوپر فخر کرنے لگا۔

امام علیہ السلام نے جیسے ھی زید کی باتوں کو سنا تو فرمایا:

اے زید! کوفہ کے بقالوں کی باتوں نے تمھیں مغرور کردیا ھے، جو کہتے ھیں:

خداوندعالم نے حضرت فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) کی پاکدامنی کی وجہ سے ان کی اولاد پر آتش جھنم کو حرام کردیا ھے۔

خدا کی قسم! یہ مقام ”امام حسن و امام حسین علیھما السلام“ اور حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا کے بلا واسطہ اولاد سے مخصوص ھے۔

کیا ممکن ھے کہ تمھارے پدر بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام عبادت کریں، روزے رکھیں اور رات بھر عبادت کریں اور تو خدا کی نافرمانی کرتا رھے اور کل روز قیامت دونوں جنت میں داخل ھوجائیں؟

اگر ایسا ھو تو خداوندعالم کے نزدیک تمھارا رتبہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کھیں زیادہ ھے، کیونکہ تمھارے والد زحمت کی وجہ سے بھشت میں گئے اور تو زحمت کے بغیر ھی جنت میں داخل ھوگیا۔

جبکہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

”لمحسننا کفلان من الاجر، و لمسیئنا ضعفان من العذاب“۔

”ھم میں سے نیک کام کرنے والوں کااجر دو گُنا ھے اور ھم میں سے برائی اور گناہ کرنے والوں کے لئے عذاب بھی دو گُنا ھے“۔

زید نے کھا:

میں تمھارا بھائی اور تمھارے باپ کا بیٹا ھوں اور میں بھی تمھاری وجہ سے جنت میں داخل ھوجاؤں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جی ھاں، تو خدا کی اطاعت کرنے کی صورت میں میرا بھائی ھوسکتا ھے ۔

اس کے بعد فرمایا:

جب تک جناب نوح کے بیٹے نے گناہ نہ کئے تو وہ اس وقت تک ان کی نسل اور ان کے خاندان سے تھا لیکن جب اس نے گناہ کی تو خداوندعالم نے اس کو خاندان نوح سے شمار نھیں کیا، اور جناب نوح کی درخواست (کہ اس بیٹے کو غرق ھونے سے بچالے) کے جواب میں فرمایا:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<انہ لیس من اھلک> وہ تمھارے اھل سے نہیں ھے، وہ گنہگار اور نافرمان ھے۔[1]

مسلمانوں کو اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ قرآن اور اھل بیت پیغمبر علیھم السلام کی ثقافت معاشرہ میں رائج کریں اور تقویٰ کے علاوہ کسی مادی اور خرافاتی چیزوں کے لئے امتیاز کے قائل نہ ھوں۔

<۶۳>

بھشتی باغات میں سے ایک باغ

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

خراسان میں ایک بہت گرانقدر مقام ھے، ایک زمانہ وہ آئے گا کہ وھاں صور پھونکے جانے اور قیامت برپا ھونے تک فرشتوں کی رفت و آمد کا مقام ھوجائے گا۔

ھمیشہ فرشتوں کا ایک گروہ وھاں نازل ھوگا اور دوسرا گروہ وھاں سے آسمان کی طرف روانہ ھوگا۔امام علیہ السلام سے سوال ھوا :یہ مقام کھاں ھوگا؟

فرمایا: وہ سر زمین طوس (مشھد) ھے، خدا کی قسم! وھاں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ھے۔

جو شخص وھاں خلوص کے ساتھ میری زیارت کرے گا گویا اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی زیارت کی ھے۔

خداوندعالم اس زیارت پر اس شخص کو ہزار مقبول حج اور ہزار مقبول عمرہ کا ثواب عطا کرے گا۔

اور قیامت کے دن میں اور میرے آباء و اجداد اس کی شفاعت کریں گے۔[2]

<۶۴>

فریاد کرنے والی چڑیا

سلیمان جعفری جو حضرت ابو طالب علیہ السلام کی نسل سے ھیں کہتے ھیں:

میں ایک باغ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ اچانک ایک چڑیا آئی اور اضطراب و پریشانی کے عالم میں امام علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گئی اور چیخنے چلانے لگی۔

امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

کیا تمھیں معلوم ھے کہ یہ چڑیا کیا کہہ رھی ھے؟

میں نے کھا: نہیں۔

فرمایا: یہ کہتی ھے:

ایک سانپ میرے گھونسلے کی طرف چلا آرھا ھے جو میرے بچوں کو کھا لینا چاہتا ھے۔

اور پھر فرمایا:

یہ عصا لو اور جاؤ فلاں جگہ سانپ ھے اس کو مار ڈالو!

سلیمان کہتے ھیں:

---

[1] بحار الانوار، ج۴۳، ص ۲۳۰، و ۲۳۱، روایت ۲، و ۶، و جلد ۴۹، ص ۲۱۷، ۲۱۸ و ۲۱۹، روایت ۲، ۳، ۴۔

[2] بحار الانوار، ج۱۰۲، ص ۳۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں نے عصا اٹھایا اور اس بتائی ھوئی جگہ میں داخل ھوا دیکھا کہ ایک سانپ ھے جو اس کے بچوں کی طرف روانہ ھے، چنانچہ میں نے اُسے مار ڈالا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں واپس پلٹ گیا۔[1]

<۶۵>

امام رضا علیہ السلام کی نظر میں مساوات

بلخ کا رھنے والا ایک شخص کہتا ھے:

میں خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا، ایک روز کھانے کا دسترخوان بچھا ھوا تھا، میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام نے اپنے نوکروں، غلاموں ، یہاں تک کہ سیاہ لوگوں کو بھی اپنے دسترخوان پر بٹھا رکھا ھے تاکہ سب کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔

میں نے عرض کی:

میں آپ پر قربان! بہتر ھے کہ آپ ان کے لئے ایک الگ سے دسترخوان بچھوا دیا کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

خاموش! ھم سب کا خدا ایک ھے، ھمارے ماں باپ بھی ایک ھیں ، اور ثواب انسان کے عمل سے تعلق رکھتا ھے۔[2]

<۶۶>

جیسی مصلحت تھی

صفوان بن یحیٰ کا کہنا ھے:

میں مدینہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا اور چند لوگوں کے ساتھ ایک شخص کے پاس سے گزرے تو اس نے امام علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے کہا:

یہ رافضیوں (شیعوں) کا امام ھے۔

میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

کیا آپ نے اس شخص کی بات سنی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جی ھاں، لیکن وہ مومن ھے، اور ایمان کی تکمیل میں قدم اٹھا رھا ھے۔

رات کے وقت امام علیہ السلام نے اس کی اصلاح کے لئے دعا کی، کچھ ھی دیر گزری تھی کہ اس کی دکان میں آگ لگ گئی اور باقی بچا ھوا مال چور لے گئے۔

دوسرے روز صبح سویرے میں نے اسی شخص کو دیکھا کہ تواضع اور پریشانی کے عالم میں امام علیہ السلام کے پاس بیٹھا ھواھے، امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی مدد کی جائے۔

اس کے بعد مجھ سے خطاب فرماتے ھوئے امام علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] بحار الانوار، ج۴۹، ص ۸۸، و ج۶۴، ص ۳۰۲۔

[2] بحار الانوار، ج۴۹، ۱۰۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اے صفوان! یہ مومن ھے اور ایمان کی تکمیل کے لئے قدم بڑھا رھا ھے، جو کچھ تم نے دیکھا اس کے علاوہ اس کی صلاح نہ تھی (اور اس کی اصلاح کا راستہ وھی تھا جو انجام پایا)[1]

<۶۷>

امام محمد تقی الجواد (ع)کی خدمت میں ایک نیک انسان

ایک نیک انسان خوشی خوشی حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ھوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

کیا ھوا کہ اتنے خوش و خرم نظر آر ھے ھو؟

اس شخص نے عرض کی:

یا بن رسول اللہ! میں نے آپ کے پدر بزرگوار کو یہ کہتے ھوئے سنا:

”انسان کےلئے سب سے بڑی خوشی کا دن یہ ھے کہ خداوندعالم اس کو نیکی و احسان کی توفیق عطا کرے، اور اس کو اپنے دینی بھائیوں کی مشکلوں کو حل کرنے کے لئے ھمت دے“۔

آج کچھ ضرورتمند لوگ میرے پاس آئے جن میں سے میں نے دس لوگوں کی پریشانیوں کو دور کردیا، اسی وجہ سے میں اتنا خوش ھوں۔

امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

میری جان کی قسم! مناسب ھے کہ تمھیں اسی طرح خوش رھنا چاھئے! اس شرط کے ساتھ کہ اپنے اعمال کو ضائع اور برباد نہ کرو، اور اپنے مستقبل کو باطل نہ کرو۔

اور پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

< يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَتُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلاَيُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لاَيَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللهُ لاَيَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ >[2]

” ایمان والو اپنے صدقات کو منت گذاری اور اذیت سے برباد نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنے مال کو دنیا دکھانے کے لئے صرف کرتا ھے اور اس کا ایمان نہ خدا پر ھے اور نہ آخرت پر اس کی مثال اس صاف چٹان کی ھے جس پر گرد جم گئی ھو کہ تیز بارش کے آتے ھی بالکل صاف ھوجائے ۔ یہ لوگ اپنی کمائی پر بھی اختیار نھیں رکھتے اور اللہ کافروں کی ھدایت بھی نھیں کرتا “۔[3]

<۶۸>

امام جواد علیہ السلام نے ستم دیدہ کو تسلی دی

علی بن جریر کا کھنا ھے:

میں امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ھوا تھا، چنانچہ امام علیہ السلام کے مکان سے ایک دنبہ گم ھوگیا تھا۔

---

[1] بحار الانوار، ج۴۹، ص ۵۵۔

[2] سورہ بقرہ، آیت ۲۶۴۔

[3] بحار الانوار، ج۶۸، ص ۱۵۹۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دیکھا کہ کچھ لوگ امام علیہ السلام کے ایک پڑوسی کو چوری کے الزام میں پکڑ کر کشاں کشاں امام کی خدمت میں لا رھے ھیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

وائے ھو تم پر! اس کوچھوڑ دو! اس نے چوری نہیں کی ھے،دنبہ فلاں شخص کے یہاں ھے جاؤ اور اس کے یہاں سے لے آؤ!

چنانچہ (کچھ لوگ) اس کے یہاں گئے دیکھا تو واقعاً دنبہ اسی شخص کے یہاں ھے، چنانچہ اس گھر کے مالک کو چوری کے الزام میں پکڑ لیا، اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اس کی پٹائی کرنے لگے، لیکن وہ قسم کھاتا تھا کہ میں نے دنبہ نہیں چرایا۔

چنانچہ اس کو امام علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آئے، امام علیہ السلام نے اس کو دیکھ کر فرمایا:

تم لوگ کیوں اس پر ستم کرتے ھو،دنبہ خود ھی اس کے گھر میں پھنچا ھے اور اس کو خبر بھی نہیں تھی۔

پھر امام علیہ السلام نے اس کو تسلی دی اور اس کے کپڑے پھاڑنے اور پٹائی وغیرہ کے مقابل اس کو کچھ رقم عطا کی۔[1]

<۶۹>

امام علی نقی علیہ السلام درندوں کے درمیان

متوکل جناب عباسی کے زمانہ میں ایک عورت نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ میں زینب بنت علی بن ابی طالب ھوں، (اور وہ اس طرح لوگوں سے پیسہ وصول کرتی تھی) چنانچہ اس کو متوکل کے پاس لایا گیا۔

متوکل نے اس سے کہا:

تو ایک جوان عورت ھے، جبکہ زینب بنت علی کو سیکڑوںسال گزر چکے ھیں؟

اس نے کہا:

پیغمبر نے میرے سر پر ھاتھ پھیرا اور دعا کی ھے کہ ھر چالیس سال کے بعد میری جوانی پلٹ آئے۔

میں اب تک لوگوں کے سامنے ظاھر نہیں ھوتی تھی لیکن میں مجبور ھوں جس کی وجہ سے میں لوگوں کے درمیان آئی ھوں۔

متوکل نے نسل علی علیہ السلام، بنی جناب عباس اور قریش کے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے واقعہ بیان کیا، ان میں سے بعض لوگوں نے کہا: بعض روایتوں میں نقل ھوا ھے کہ زینب بنت علی علیہ السلام کا انتقال فلاں سال ھوگیا ھے۔

متوکل نے اس عورت سے کہا:

اس روایت کے مقابل تو کیا کہتی ھے؟

اس نے کہا:

یہ روایت جھوٹی ھے جو خود ان کی من گھڑت ھے، میں لوگوں کی نظروں سے مخفی تھی اور کوئی بھی میری موت و حیات سے با خبر نہیں تھا۔

متوکل نے حاضرین سے کہا:

اس روایت کے علاوہ تمھارے پاس کیا کوئی دوسری دلیل بھی ھے تاکہ اس عورت پر غلبہ پاسکو؟

---

[1] بحار الانوار، ج۵۰، ص ۴۶۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انھوں نے کہا:

ھمارے پاس کوئی دوسری دلیل نھیں ھے، لیکن بہتر ھے کہ امام علی نقی الھادی(ع) کو بلاؤ ، شاید ان کے پاس کوئی دلیل ھو۔

آخر کار متوکل نے امام علیہ السلام کو بلایا اور آپ کے سامنے اس عورت کا واقعہ بیان کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت زینب فلاں سن اور فلاں تاریخ میں اس دنیا سے رحلت کرچکی ھیں۔

متوکل نے کہا:

حاضرین نے بھی یہ روایت بیان کی ھے، لیکن اس نے قبول نہ کی، اور میں نے قسم کھائی ھے کہ اس کا دعویٰ ردّ نہ کروں گا مگر مستحکم دلیل کے ذریعہ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

یہ کوئی اھم کام نھیں ھے میں ایسی دلیل لاتا ھوں جو اس کو قانع کردے گی، اور دوسرے لوگ بھی اس کو قبول کریں گے۔

متوکل نے کہا:

وہ دلیل کیا ھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اولاد فاطمہ کے بدن کا گوشت درندوں پر حرام ھے اگر وہ سچ کہتی ھے تو اس کو درندوں کے سامنے ڈال دیا جائے، اگر حضرت فاطمہ (علیھا السلام) کی اولاد ھے تو درندے اُسے گزند نھیں پھنچائےں گے۔

متوکل نے اس عورت سے کہا:

تو کیا کہتی ھے؟

اس نے کہا:

وہ مجھے مار ڈالنا چاہتے ھیں، یہاں پر نسل فاطمہ سے اور بھی لوگ موجود ھیں، ان میں سے کسی ایک کو درندوں کے سامنے ڈالو، یہ سننا تھا کہ سب لوگوں کے رنگ اڑگئے۔

امام علیہ السلام کے بعض دشمنوں نے کہا:

کیوں خود درندوں کے پاس نھیں چلے جاتے؟

متوکل نے اس مشورہ کو پسند کیا، کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ امام علیہ السلام کے قتل میں شرکت کئے بغیر ھی امام کا خاتمہ کردے!

چنانچہ اس نے امام علیہ السلام سے کہا:

کیوں آپ خود نھیں چلے جاتے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اگر تم چاہتے ھوتو میں چلا جاتا ھوں۔

متوکل نے کہا: ٹھیک ھے، جائےے۔

وھاں چھ عدد شیر تھے، امام علیہ السلام ان شیروں کے سامنے چلے گئے۔

شیر امام علیہ السلام کے چاروں طرف جمع ھوگئے، اپنے ھاتھوں کو زمین پر رکھا اور اپنے سر کو اپنے ھاتھوں پر رکھا۔

امام علیہ السلام نے اپنا ھاتھ ان کے سر پر رکھا اور اشارہ کیا کہ دور ہٹ جائیں، چنانچہ شیر امام کے اشارہ کے مطابق پیچھے ہٹ گئے اور امام علیہ السلام کے مقابل کھڑے ھوگئے۔

متوکل کے وزیر نے متوکل سے کہا:

یہ کام تمھارے نقصان میں ھے، قبل اس کے کہ لوگ اس واقعہ سے باخبر ھوں ان کو باھر نکال لے!

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

متوکل نے امام علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ درندوں کے پاس سے باھر آجائیں، اور امام علیہ السلام سے عذر خواھی کی کہ آپ کے سلسلہ میں میرا کوئی غلط ارادہ نہیں تھا، میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کی بات ثابت ھوجائے۔

جب امام علیہ السلام باھر نکلنے لگے تو شیر آپ کے چاروں طرف جمع ھوگئے اور خود کو امام علیہ السلام کے لباس سے مس کرنے لگے۔

جب آپ نے پھلے زینہ پر پیر رکھا تو سب کو لوٹ جانے کا اشارہ کیا تو فوراً ھی سب لوٹ گئے اور آپ باھر آگئے۔

اس وقت متوکل نے اس عورت سے کھا:

اب تیری باری ھے کہ درندوں کے درمیان جائے، وہ عورت نالہ و فریاد کرنے لگی، اور التجا کرنے لگی، اور اس نے اپنے جھو ٹے پن کا اقرار کیا۔

اس کے بعد کھا:

میں فلاں شخص کی لڑکی ھوں، فقر و غربت کی وجہ سے میں نے ایسا دعویٰ کیا تھا۔

متوکل نے اس کی باتیں نہ سنی اور حکم دیا کہ اس کو درندوں کے سامنے ڈال دو، لیکن متوکل کی ماں نے درخواست کی کہ اس کی خطا بخش دے، چنانچہ متوکل نے اس کو بخش دیا۔[1]

<۷۰>

ایک زناکار عیسائی کے سلسلہ میں امام علی نقی (ع)کا فتویٰ

ایک روز متوکل کے پاس ایسے عیسائی کو لایا گیا جس نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ زنا کیا تھا۔

لیکن جب متوکل نے اس پر شرعی حد جاری کرنا چاھی تو اس عیسائی نے اپنی زبان پر کلمہ شہادتین جاری کیا اور مسلمان ھوگیا۔

یحيٰ بن اکثم "قاضی القضات" نے کھا: اس کے اسلام نے گزشتہ گناھوں کو پاک کردیا ھے، لہٰذا اس پر حد جاری نہیں ھوسکتی۔

لیکن بعض فقھاء نے کھا: اس کے سلسلہ میں تین بار حد جاری ھونی چاہئے۔

علماء کے درمیان اختلاف دیکھ کر متوکل نے امام ھادی علیہ السلام سے مسئلہ معلوم کیا۔

اور مسئلہ لکھ کر امام علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔

امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا:

"اس کو اتنے کوڑے لگاؤ کہ وہ مرجائے"۔

یحيٰ بن اکثم اور دوسرے فقھاء نے امام علیہ السلام کے فتویٰ کی مخالفت کی اور انھوننے کھا:

اس فتویٰ کی کوئی دلیل قرآن اور سنت سے نہیں ھے۔

متوکل نے پھر امام علیہ السلام کو دوبارہ خط لکھا جس میں اس فتویٰ کی دلیل طلب کی۔امام علیہ السلام نے جواب لکھا:

<بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا>[2]

---

[1] بحار الانوار، ج۵۰، ص ۱۵۰۔

[2] سورہ غافر، آیت ۸۴ تا ۸۵۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

" پھر جب انھوں نے ھمارے عذاب کو دیکھا کھنے لگے کہ ھم خدائے یکتا پر ایمان لائے ھیں اور جن باتوں کا شرک کیا کرتے تھے سب کا انکار کر رھے ھیں، تو عذاب کے دیکھنے کے بعد کوئی ایمان کام آنے والا نھیں تھا "۔

متوکل نے امام علیہ السلام کا منطقی جواب قبول کرلیا اور حکم دیا کہ زنا کرنے والے پر امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق حد جاری کی جائے، اور اس کو اتنے تازیانے مارے کہ وہ مرگیا۔[1]

امام ھادی علیہ السلام نے اس آیت کا ذکر کرتے ھوئے ان لوگوں کو متوجہ کیا کہ کافروں کے ایمان نے عذاب الٰھی سے نجات نہ دلائی، اس عیسائی کا اسلام لانا بھی حد جاری کرنے سے نھیں بچا سکتا۔

<۷۱>

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں نیاز مند

محمد بن علی کہتے ھیں:

ھم نادار ھوگئے اور زندگی سختی کے ساتھ گزرنے لگی، ھمارے والد نے ھم سے کھا: امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ وہ اھل جود و سخا ھیں۔

میں نے کھا:

کیا آپ ان کو جانتے ھیں؟

ھمارے والد نے کھا:

نھیں، میں ان کو نھیں جانتا اور نہ اب تک ان کو دیکھا ھے۔

چنانچہ ھم دونوں ان کے مکان کی طرف روانہ ھوئے، والد صاحب نے مجھ سے راستہ میں کھا:

ھمیں ۵۰۰ درھم کی ضرورت ھے کاش کہ امام عطا فرما دیتے، دو سو درھم کپڑوں کے لئے، دوسو درھم آٹے کے لئے، اور سو درھم زندگی کے خرچ کے لئے۔

محمد بن علی کا کھنا ھے:

میں نے اپنے دل میں کھا:

اے کاش! مجھے بھی تین سو درھم مل جاتے ، سو درھم سواری کے لئے اور سو درھم زندگی کے خرچ کے لئے اور سو درھم لباس خریدنے کے لئے تاکہ میں جبل[2] تک سفر کروں۔

جب وہ لوگ امام علیہ السلام کے بیت الشرف پھنچے، امام علیہ السلام کا غلام باھر نکلا اور اس نے کھا:

علی بن ابراھیم اور ان کے فرزند وارد ھوجائیں، جیسے ھی ھم لوگ داخل ھوئے اور سلام کیا، امام علیہ السلام نے والد محترم سے فرمایا:

اے علی! اب تک کیوں ھمارے پاس نھیں آئے؟

والد صاحب نے کھا:

اے میرے سید و سردار! مجھے شرم آتی تھی کہ اس عالم میں آپ کا دیدار کروں۔

جب ملاقات کے بعد ھم لوگ باھر آئے تو امام علیہ السلام کا غلام ھمارے پاس آیا اور اس نے ایک درھموں کی تھیلی دی اور کھا:

---

[1] بحار الانوار، ج۵۰، ص ۱۷۴۔

[2] مغربی ایران میں ھمدان اور قزوین کا علاقہ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ پانچ سو درھم ھیں! دو سود درھم لباس خریدنے کے لئے، دو سو درھم آٹا خریدنے کے لئے اور سو درھم دوسرے اخراجات کے لئے ھیں۔

اور پھر ایک تھیلی مجھے دی اور کہا:

یہ تین سو درھم ھیں! سو درھم سواری کے لئے، سو درھم لباس کے لئے اور سو درھم اپنے دوسرے اخراجات کے لئے رکھ لینا۔

اس کے بعد کہا:

تم ایران نہ جاؤ بلکہ سورا (عراق کے شہر بغداد کا ایک علاقہ) چلے جاؤ محمد بن علی سورا گئے اور وھیں جاکر ایک عورت سے شادی کی اور پھر ان کی روزانہ چار ہزار کی درآمد تھی، لیکن افسوس کہ وہ سات امامی کے عقیدہ پر باقی رہ گیا۔[1]

<۷۲>

ایک سوال کا جواب

ابوھاشم کہتے ھیں:

ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا:

کیوں میراث میں بے چاری عورت کو ایک حصہ ملتا ھے اور مر دکو دو حصہ ملتا ھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

کیونکہ جہاد اور زوجہ کے اخراجات عورت کے ذمہ نہیں ھےں، نیز قتل خطا کی دیت[2] بھی مردوں پر ھے اور عورت کے ذمہ نہیں ھے۔

ابو ھاشم کہتے ھیں:

میں نے اپنے دل میں یہ کہا:

جب یہ مسئلہ "ابن ابی العوجا" نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام علیہ السلام نے اُسے بھی یہی جواب دیا تھا۔ابھی تک میں نے یہ بات امام علیہ السلام کے سامنے بیان نہیں کی تھی، اچانک امام عسکری علیہ السلام نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا:

جی ھاں! یہ "ابن ابی العوجا" کا سوال تھا، اور جب سوال ایک ھے تو ھم (ائمہ) کا جواب بھی ایک ھی ھے، اور ھمارا آخری بھی یہی جواب دے گا جو پہلے والے نے جواب دیا ھے، ھمارے پہلے اور آخری میں علم و امامت میں کوئی فرق نہیں ھے۔

لیکن پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا امتیاز اپنی جگہ مسلم ھے[3] اور یہ دو بزرگوار دیگر ائمہ (علیھم السلام) پر امتیاز رکھتے ھیں۔

<۷۳>

امام مہدی (عج)، امیر المومنین علیہ السلام کی نظر میں

اصبغ بن نباتہ کہتے ھیں:

---

[1] بحار الانوار، ج۵۰، ص ۲۷۸۔

[2] قتل خطا کی دیت قاتل کے "عاقلہ" رشتہ داروں پر ھے، اور عاقلہ میں قاتل کے بھائی، چچا، بھتیجے، چچازاد بھائی، باپ اور بیٹا شامل ھیں۔

[3] بحار الانوار، ج۵۰، ص ۲۵۵۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے د یکھا کہ آپ غور و فکر میں غرق ہیں اور ایک لکڑی کی نوک سے زمین کی مٹی ادھر اُدھر کر رہے ہیں۔

میں نے عرض کی:

یا امیر المومنین! آپ کیوں فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور کیوں مٹی کو ادھر اُدھر کر رہے ہیں؟ کیا اس زمین سے محبت کرنے لگے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

نہیں! خدا کی قسم! ایک دن بھی میرے دل میں زمین اور دنیا کی محبت نہیں آئی۔

لیکن میں اپنی نسل کے بارھویں فرزند کے سلسلہ میں غور و فکر کر رہا ہوں۔

اس کا نام ”مہدی“ ہوگا اور وہ کائنات کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

میں نے عرض کی:

جیسا کہ ابھی آپ نے فرمایا یہ واقعہ پیش آنے والا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جی ہاں! جو میں نے کہا ہے وہ واقع ہوگا۔[1]

میرا بارھواں فرزند اس وقت ظہور کرے گا کہ جب دنیا ظلم و جور سے بھری ہوگی اور وہ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر د ے گا۔

<۷۴>

امام مہدی (عج) کی غیبت پر امام صادق (ع)کا گریہ

سدیر صیرفی کہتے ہیں:

میں امام صادق علیہ السلام کے تین اصحاب کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچا دیکھا کہ امام علیہ السلام زمین پر بیٹھے ہیں اور ایسے رو رہے ہیں کہ جیسے کوئی بیٹا مرگیا ہو، غم و اندوہ کے آثار آپ کے چہرے پر ظاھر ہیں، اور آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں، اور آپ نے یوں بیان کرنا شروع کیا:

اے میرے سید و سردار تمھاری غیبت (کی دوری) نے میری آنکھوں کی نیند چھین لی اور میرے دل سے چین و سکون ختم ہوگیا۔

اے میرے آغا تمھاری غیبت نے میری مصیبت کو ابدی دردناک مصیبتوں میں تبدیل کردیا ہے۔

اس وقت میں نے عرض کیا:

اے بہترین مخلوق کے فرزند! خدا آپ کی آنکھوں کو نہ رلائے، آپ اس طرح کیوں رو رہے ہیں اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہا رہے ہیں؟

کیا کوئی حادثہ پیش آگیا ہے کہ آپ اس طرح آنسو بہا رہے ہیں؟

(یہ سن کر) امام علیہ السلام نے ایک ٹھنڈی آہ کھینچی اور تعجب کے ساتھ فرمایا:

وائے ہو تم پر! میں نے آج صبح کتاب ”جفر“میں دیکھا ہے اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں روز قیامت تک پیش آنے والے حادثات اور بلاؤں کا علم موجود ہے ،

---

[1] بحار الانوار، ج۵۱، ص ۱۱۸۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں اپنے غائب ، اس کی غیبت اور اس کی طولانی عمر کے بارے میں غور و فکر کر رھا تھا۔

اور اسی طرح میں نے غور و فکر کیا اس زمانہ کے ان مومنین کی مصیبتوں پر کہ طولانی غیبت کی وجہ سے جن کے دلوں میں شک و تردید پیدا ھوجائے گا اور جس کے نتیجہ میں ان میں کے اکثر لوگ دین سے خارج ھوجائینگے اور اسلام کی بیعت گردن سے نکال پھینکیں گے۔۔۔ چنانچہ یہ تمام چیزیں میرے رونے کا سبب قرار پائی ھیں۔[1]

<۷۵>

اگر زندہ رھوگے تو ...

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ھیں:

جس وقت میرا پانچواں فرزند (امام زمان) غائب ھوگا، تم اپنے دین کی حفاظت کرتے رھنا کھیں ایسا نہ ھو کہ کوئی تمھارا دین چرا لے جائے اور تمھیں دین سے خارج کردے، میرے فرزند کی غیبت ضروری ھے، اس طرح کہ بعض مومنین دین سے خارج ھوجائیں گے اور غیبت ایک ایسا امتحان ھے کہ جس کے ذریعہ خداوندعالم اپنے بندوں کا امتحان لے گا۔

میں نے عرض کی: حضور! آپ کا پانچواں فرزند کون ھوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

حقیقت بہت اھم ھے، تمھاری عقلیں اس کو سمجھنے سے قاصر ھیں، تمھارے سینہ میں اتنی طاقت نھیں کہ اس کو برداشت کرسکو، لیکن اگر زندہ رھو گے تو اس کی زیارت کرلو گے۔[2]

<۷۶>

امام زمانہ (عج) کا خط

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے چوتھے نائب خاص کا انتقال ۳۲۹ ھ میں ھوا، امام علیہ السلام نے غیبت کبریٰ سے پھلے ان کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

"اے علی بن محمد سَمری! خداوندعالم تمھاری وفات پر تمھارے بھائیوں کو اجر عظیم عنایت کرے، تم چھ دن کے بعد اس دنیا سے چلے جاؤ گے، اپنے کاموں کو انجام دے لو، اور کسی کو اپنا جانشین معین نہ کرنا! کیونکہ غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ھونے والا ھے، جب تک خداوندعالم کی اجازت نہ ھوگی اور ایک طولانی زمانہ نہ گزر جائے گا، دلوں میں قساوت نہ بھر جائے اور دنیا ظلم و جور سے نہ بھر جائے اس وقت تک میرا ظھور نھیں ھوگا۔

میرے شیعوں میں سے بعض لوگ میرے دیدار کا دعویٰ کریں گے، آگاہ رھنا کہ جو شخص بھی "سفیانی" کے خروج اور "آسمانی آواز"[3] سے پھلے ایسا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا اور بہتان باندھنے والا ھے[1]

---

[1] بحار الانوار، ج۵۱، ص ۲۱۹، مذکورہ روایت خلاصہ کی صورت میں بیان ھوئی ھے۔

[2] بحار الانوار، ج۵۱، ص ۱۵۰۔

[3] سفیانی کا خروج اور آسمانی آواز، ان نشانیوں میں سے ھیں جو امام مھدی علیہ السلام کے ظھور سے کچھ ھی پھلے نمودار ھوں گی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور خداوندعظیم کے ارادہ کے علاوہ کوئی بھی طاقت و قدرت نہیں ھے"۔[2]

علی بن محمد سمری نے اپنی وفات سے چھ دن پہلے شیعوں کو یہ خط دکھایا ، اور پھر وہ اس دنیا سے رخصت ھوگئے اور اس زمانہ سے غیبت کبریٰ کا آغاز ھوگیا۔

دوسرا حصہ :

چھاردہ معصومین علیھم السلام کے معاصرین

نکات اور اقول

<۷۷>

جناب سلمان(فارسی) کااسلام کی طرف لگاؤ

میں اصفھان کے ”جی“ گاؤں کا رھنا والا تھا، میرا باپ کاشتکار تھا اور مجھے بہت زیادہ چاہتا تھا یہاں تک کہ کسی سے ملنے بھی نہیں دیتا تھا، میں پہلے مجوسی تھا اور دوسرے لوگوں کے دین سے بے خبر تھا۔

ھمارے باپ کے کھیت تھے ایک روز مجھ سے کھیتوں پر جانے کے لئے کھا کہ وھاں دیکھ بھال کرکے آجاؤ، راستہ میں عیسائیوں کا کلیسا (گرجاگھر) تھا جس میں کچھ لوگ وھاں عبادت اور دعا میں مشغول تھے، میں مزید آگاھی حاصل کرنے کے لئے کلیسا کے اندر گیا، ان کے راز و نیاز اور دعاؤں نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا، میں مغرب کے وقت تک وھاں رھا، اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا، میں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ ان کا دین ھمارے آباء و اجداد کے دین سے بہتر ھے، چنانچہ مغرب کے وقت میں واپس آگیا۔

تو ھمارے والد نے سوال کیا:

تم کھاں گئے تھے؟ اور کیوں اتنی دیر سے آئے ھو؟

میں نے کھا:

میں عیسائیوں کے کلیسا میں گیا تھا، ان کی عبادت د عاؤں اور راز و نیاز کے انداز نے مجھے تعجب میں ڈال دیا، اور میں نے غور و فکر سے یہ اندازہ لگایا کہ ان کا دین ھمارے آباء و اجدا کے دین سے بہتر ھے۔

ھمارے والد نے کھا:

تمھارے آباء و اجدا کا دین بہتر ھے۔

میں نے کھا:

نھیں! ان کا دین بہتر ھے، وہ لوگ خدا کی عبادت کرتے ھیں اور اسی کی بارگاہ میں عبادت و بندگی کرتے ھیں، لیکن آپ لوگ آگ کی پوجا کرتے ھیں کہ جس کو خود ھی اپنے ھاتھوں سے جلاتے ھیں، اور جب اس سے اپنا ھاتھ کھینچ لیتے ھینتو و ہ خاموش ھوجاتی ھے، (یہ سن کر) ھمارے والد بہت ناراض ھوئے اور انھوں نے مجھے قید کردیا اور میرے پیروں میں زنجیر ڈال دی۔

---

[1] امام زمانہ علیہ السلام کی مراد ایسے لوگ ھیں جو آپ کے دیدار اور آپ کی زیارت اور نیابت کا دعویٰ کرنے والے ھیں، کیونکہ بہت سے بزرگان امام علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ھوئے ھیں اور انھوں نے اپنی مشکلات آپ ھی سے حل کی ھیں۔

[2] بحار الانوار، ج۵۱، ۳۶۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں نے عیسائیوں تک یہ پیغام بھجوایا کہ میں نے تمھارا دین قبول کرلیا ھے، اور اس دین کا مرکز کہاں ھے؟

انھوں نے جواب دیا:

اس دین کا مرکز شام ھے۔

میں نے کہا:

جب بھی کوئی قافلہ شام سے آئے تو واپسی کے موقع پر مجھے ضرور خبر کرنا، میں ان کے ساتھ شام جانا چاہتا ھوں، چنانچہ جب ایک تجاری قافلہ شام سے آیا تو میں کسی طرح اپنے باپ کی قید سے نکل کر شام کے لئے روانہ ھوگیا۔

سلمان عیسائی اسقفوں کے مکتب میں

میں نے سوال کیا:

یہاں عیسائیوں کا سب سے بڑا عالم کون ھے؟

جواب دیا: کلیسا کا سردار اسقف۔

چنانچہ میں اس کی خدمت میں پہنچا اور کہا:

میں چاہتا ھوں کہ آپ کی خدمت میں رھوں اور مجھے تعلیم و تربیت سے نوازیں، چنانچہ اس نے بھی قبول کرلیا۔

ایک مدت تک اس کے حضور میں علم و دانش حاصل کرتا رھا، وہ ایک دنیا پسند آدمی تھا، جس کو میں زیادہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔ کچھ مدت بعد اس کا انتقال ھوگیا۔

اس کا جانشین ایک زاھد و عابد شخص تھا، میں بڑے ھی شوق کے ساتھ ایک مدت تک اس کے پاس رھا، لیکن وہ بھی کچھ ھی مدت بعد اس دنیا سے رخصت ھوگیا۔

لیکن میں نے اس کے انتقال سے پہلے اس سے یہ بات معلوم کی تھی کہ تمھارے انتقال کے بعد میں کس کی طرف رجوع کروں ، اور آپ کس کے سلسلہ میں تاکید کرتے ھیں؟

چنانچہ اس نے کہا: موصل میں ایک عالم ھے جو ایک پہنچی ھوئی شخصیت ھے، لہٰذا تم میرے انتقال کے بعد اس کے پاس چلے جانا!

چنانچہ (اس کے انتقال کے بعد) میں موصل گیا اور اس عالم کے حضور میں پہنچ گیا، اور میں نے اس سے کہا:

فلاں استاد نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ھے، لہٰذا میں ایک مدت تک ان کی خدمت میں رھا لیکن اس کی موت کا وقت بھی آگیا۔

میں نے کہا:

آپ دنیا کو الوداع کہہ رھے ھیں، مجھے کس کے پاس رھنے کی تاکید کرتے ھیں؟

اس نے کہا: اے میرے بیٹے! میں کسی مناسب شخصیت کو نہیں جانتا مگر یہ کہ نصیبین میں فلاں لائق شخص ھے ان کے پاس چلے جانا!

چنانچہ اس کی وفات کے بعد میں اس عالم کی خدمت میں پہنچا میں نے اس کو ایک شائستہ شخص پایا، چنانچہ ایک مدت تک اس کی خدمت میں رھا،یہاں تک کہ اس کی وفات ھوگئی، اس نے بھی مرتے وقت یہ تاکید کی کہ "عموریہ" (شام کا ایک شہر) کے فلاں عالم کے پاس جانا، چنانچہ میں عموریہ گیا اور اس عیسائی عالم کی خدمت میں پہنچا، چنانچہ وہ بھی ایک لائق شخصیت تھی، میں نے ایک مدت تک اس کے پاس علم و دانش حاصل کیا، اس کی موت کا وقت بھی آپہنچا، اس سے درخواست کی کہ مجھے کسی کے سلسلہ میں رھنمائی کریں؟

اس نے کہا:

کسی کو اپنے جیسا نہیں جانتا، لیکن کچھ مدت بعد عرب کی سر زمین پر ایک پیغمبر مبعوث ھوگا جو اپنی جائے پیدائش (مکہ) سے کھجور کے درختوں سے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بھرے علاقے اورپتھریلے دو بیابانوں کے درمیان (مدینہ) کی طرف ہجرت کرے گا، اور اس پیغمبر کی نشانیاں یہ ھیں:

۱۔ اس کے دوشانوں کے درمیان مہر نبوت لگی ھوگی۔

۲۔ هدیہ قبول کرے گا اور اُسے کھائے گا۔

۳۔ لیکن صدقہ نہیں کھائے گا۔

ان نشانیوں کے ذریعہ ان کو اچھی طرح پہچان لوگے، لہٰذا تمھیں وھاں پهنچنا چاہئے!

سلمان مدینہ کی طرف روانہ ھوئے

اس عالم کے دفن کے بعد حجاز تجارت کے لئے جانے والے قافلہ سے میں نے کہا کہ میں اپنا سارا مال و دولت تمھیں دیتا ھوں، مجھے اپنے ساتھ لے چلو!

انھوں نے بھی قبول کرلیا، لیکن راستہ میں انھوں نے خیانت کی اور انھوں نے مجھے غلام کے عنوان سے ایک یھودی کے ھاتھ فروخت کردیا، وہ مجھے اپنے وطن جو کھجور کے درختوں سے بھرا ھوا تھا، لے گیا، میں اس گمان میں کہ یہ وحی پیغمبر کی سر زمین ھے، زندگی بسر کرتا رھا، لیکن ایسا نہیں تھا، یہاں تک کہ "بنی قریظہ" کے یھودیوں نے مجھے اس یھودی سے خرید لیا اور اپنے ساتھ مدینہ لے آئے۔

جیسے ھی میں نے مدینہ دیکھا اور جو نشانیاں اس عالم نے مجھے بتائی تھیں ان سے اندازہ لگالیا کہ یہ وھی مقام ھے کہ جہاں پیغمبر ہجرت کریں گے، اسی وجہ سے میں خوشی خوشی وھاں کے نخلستان میں کام کاج کرنے لگا، لیکن میں ھمیشہ پیغمبر اکرم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے بعثت کا انتظار کرنے لگا، اور ایک روز میں متوجہ ھوا کہ وہ پیغمبر مکہ میں ظاھر ھوچکے ھیں۔

میں چونکہ غلامی کی زنجیر میں بندھا ھوا تھا لہٰذا اس سے زیادہ تحقیق نہیں کرسکتا تھا، یہاں تک کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے چند لوگوں کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور آپ نے مقام "قُبا" پر منزل اختیار کی۔۔۔

سلمان پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کوپہچاننے کے لئے

رات کی تاریکی میں تھوڑا کھانا اپنے ساتھ لیا اور چھپے چھپے اپنے آقا کے مکان سے باھر نکل آیا، اور مقام قبا میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے پاس پهنچ گیا۔

میں نے کہا: میں نے سنا ھے کہ آپ نیک اور صالح انسان ھیں اور کچھ لوگ آپ کے پیرو آپکے ساتھ ھیں ، میرے پاس کچھ کھانا ھے جو صدقہ ھے اور غریبوں کے لئے مخصوص ھے، اور آپ بھی ایسے ھی ھیں؟ وہ مجھ سے لے لیں۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

کھا لیجئے، لیکن خود آپ نے نہیں کھایا، میں نے اپنے دل میں کہا:

چونکہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے صدقہ نہیں کھایا، لہٰذا جو نشانی پیغمبر کی مجھے بتائی گئی ان میں سے ایک مجھے مل گئی۔

اس کے بعد میں گھر واپس آگیا، پیغمبر بھی شہر مدینہ میں تشریف لائے، پھر میں ایک مقدار کھانا اپنے ساتھ لے گیا، اور میں نے کہا: میں نے دیکھا کہ آپ نے صدقہ نہیں کھایا لہٰذا میں یہ کھانا آپ کے لئے هدیہ کے طور پر لے کر آیا ھوں، چنانچہ پیغمبر اور آپ کے اصحاب نے اس کھانے کو کھالیا۔

میں نے کہا کہ یہ دوسری نشانی ھے کہ وہ هدیہ قبول کرتا ھے۔

میں خوشی خوشی اپنے گھر لوٹا ، اور تیسری نشانی کی تلاش میں ایک بار پھر آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں گیا، آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ایک جنازہ کے پیچھے پیچھے جارھے تھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو عبائیں ان کے بدن پر تھی ایک پھنے ھوئے تھے اور دوسری اپنے کاندھے پر ڈالے ھوئے تھے، چنانچہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے چاروں طرف گھوم رھا تھا تاکہ مھر نبوت کی نشانی ان کے شانوں پر دیکھوں، جیسے ھی انھوں نے میرا ارادہ سمجھا تو اپنی عبا اپنے کاندھوں سے ہٹالی۔

چنانچہ میں نے مھر نبوت کی زیارت کی، جیسا کہ مجھے بتایا گیا تھا، یہ دیکھتے ھی میں نے فوراً خود کو ان کے قدموں پر ڈال دیا اور آپ کے قدموں کا بوسہ لیا اور رونا شروع کردیا، اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے مجھے اپنے پاس بلا یا، اور اپنے پاس بٹھایا۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)چاہتے تھے کہ میں اپنا واقعہ اصحاب کے سامنے بیان کروں چنانچہ میں نے شروع سے آخر تک اپنا واقعہ بیان کیا، اور پھر میں نے اسلام قبول کیا اور میں مسلمان ھوگیا۔

چونکہ میں غلامی کی زندگی بسر کر رھا تھا لہٰذا میں آزادی کے ساتھ اسلامی عبادت اور دیگر کاموں کو انجام نھیں دے سکتا تھا،

میں نے اپنے آقا سے قرار داد کی کہ میں آھستہ آھستہ اپنی قیمت ادا کرکے آزاد ھونا چاہتا ھوں، اور مسلمانوں کی مدد اور خداوندعالم کی عنایت سے میں آزاد ھوگیااور اب میں ا یک آزاد مسلمان کے عنوان سے زندگی بسر کرتا ھوں، اگرچہ غلامی کی وجہ سے جنگ بدر و احد میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی طرف سے جنگ نہ کرسکا لیکن میں نے جنگ خندق اور دوسری جنگوں میں شرکت کی ھے۔[1]

<۷۸>

موت سے کیا ڈرنا؟

کسی شخص نے جناب ابوذر سے سوال کیا:

ھمیں موت اچھی کیوں نھیں لگتی؟

فرمایا:

کیونکہ تم نے دنیا آباد کر رکھی ھے، اور آخرت ویران کر رکھی ھے، اور تمھیں یہ بات پسند نھیں ھے کہ آباد گھر سے ویران گھر کی طرف جاؤ۔

ان سے سوال کیا:

ھم کس طرح خدا کے حضور پیش ھوں گے؟

جناب ابوذر نے جواب دیا:

نیک لوگ اس مسافر کی طرح ھیں جو اپنے اھل خانہ کے پاس واپس پلٹے اور گناہگار اس بھاگے ھوئے غلام کی طرح ھے جس کو اپنے آقا کی طرف پلٹایا جائے۔

انھوں نے کہا:

خداوندعالم کی بارگاہ میں ھمارا حال کیا ھوگا؟

جناب ابوذر نے فرمایا:

اپنے اعمال کو قرآن کریم کے سامنے رکھو (یعنی اپنا کردار قرآن کریم سے ملاؤ)

خداوندعالم نے فرمایا:

بے شک نیکوکار نعمت (بھشت) میں ھیں اور گناہگار جھنم میں۔

---

[1] بحار الانوار، ج۲۲، ص۳۵۵و ۳۶۲ روایت ۲و۵، کا اقتباس۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس شخص نے کہا:
اگر ایسا ھے تو خدا کی رحمت کس کام میں آئے گی؟
جناب ابوذر نے جواب دیا:
خدا کی رحمت نیک لوگوں سے نزدیک ھے۔[1]
انسان کو چاہئے کہ رحمت الٰھی کے لئے قابلیت پیدا کرے تاکہ خداوندعالم کا لطف و کرم شامل ھوجائے۔

<۷۹>

علم طب کے قوانین

ھارون الرشید کا ایک نصرانی ماھر طبیب تھا، ایک روز اس نے علی بن حسین واقدی سے کہا:
تمھاری کتاب میں علم طب کے سلسلہ میں کچھ بھی بیان نہیں ھو ا ھے! جبکہ علم کی دو قسمیں ھیں ایک دین کا علم اور دوسرا جسم کا علم(یعنی علم طب) ھے۔
علی ابن حسین (اسلامی عالم) نے اس کے جواب میں کہا:
خداوندعالم نے علم طب کو قرآن کریم کی نصف آیت میں بیان کردیا ھے، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:
<کُلُوا وَاشرِبُوا وَ لاَ تُسرِفُوا>
"کھاؤ او رپیئو لیکن اسراف (فضول خرچی) نہ کرو"۔
اور ھمارے پیغمبر نے بھی ایک جملہ میں بیان فرمادیا ھے:
"المعدة بیت الداء والحمیة رأس کلّ دواء۔۔۔"
"معدہ بیماریوں کا مرکز ھے اور (کھانے سے) پرھیز بہترین دوا ھے"۔
لیکن اپنے جسم کی ضرورتوں کو نہیں بھولنا چاہئے۔
اس نصرانی حکیم نے کہا:
تمھارے قرآن اور پیغمبر نے جالینوس (یونانی حکیم) کے طب کی کوئی چیز نہیں چھوڑی اور سب کچھ بیان کردیا ھے![2]

<۸۰>

مقصد میں استقامت

معاو یہ کو چونکہ معلوم تھا کہ عراق میں اکثریت شیعوں کی ھے، عبید اللہ باپ زیادکو عراق کا گورنر بنادیا اور اُسے حکم دیا کہ علی کے طرفدار جھاں کھیں بھی ملیں ان کو پکڑ کر میرے پاس بھیج دے تاکہ ان کو سخت سے سخت سزاؤں کے ذریعہ قتل کردوں۔
ایک روز حکم دیا کہ رُشید ہَجَری (جو امیر المومنین علیہ السلام کے ممتاز شاگرد اور مخلص شیعہ تھے) کو گرفتار کرلیا جائے اور اس کے پاس بھیج دیا جائے۔
رُشید، اس حکم کے بعد مخفی ھوگئے۔

---

[1] بحار الانوار، ج۶، ۱۳۷۔
[2] بحار الانوار، ج۶۵، ص ۱۲۳۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک روز "ابی اراکہ"اپنے چند ساتھوں کے ساتھ صحن خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے، رُشید ہجری آئے اور اس کے گھر میں داخل ہوگئے، ابی اراکہ بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے، چنانچہ وہ بھی کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوگیا اور اس نے کہا:

وائے ہو تجھ پر! کیوں مجھے قتل کرانا چاہتا ھے، اور میرے بچوں کو یتیم کرانا چاہتا ھے اور ھم سب کو نابود کرانا چاہتا ھے!

رُشید نے پوچھا:

کیا ھوا؟

ابی اراکہ نے کہا:

کیونکہ تمہاری تعقیب ھو رھی ھے اور بہت سے حکومتی کارندے تمہاری تلاش میں ھیں، اب تو میرے گھر میں داخل ھوگیا ھے، جو لوگ میرے پاس بیٹھے ھیں انھوں نے تجھے دیکھا ھے ھوسکتا ھے کہ وہ جاکر بیان کردیں۔

رشید نے کہا:

پریشان نہ ھوا! ان میں سے کسی نے بھی مجھے نہیں دیکھا۔

ابی اراکہ یہ جواب سن کر بہت ناراض ھوا اور اس نے کہا:

کیا تو میرا مسخرہ کرتا ھے؟!

فوراً رشید کو پکڑا اور اس کے ھاتھ کمر سے باندھ دئے اور ایک کمرہ میں ڈال کر دروازہ بند کردیا، اور پھر اپنے دوستوں کے پاس آیا اور ان سے کہا:

میں یہ گمان کر رھا ھوں کہ ابھی ابھی ایک بوڑھا شخص میرے گھر میں داخل ھوا ھے۔

انھوں نے کہا: ھم نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔

ابی اراکہ نے اپنا سوال دھرایا تو انھوں نے بھی کہا:

ھم نے کسی کو آپ کے گھر میں داخل ھوتے نہیں دیکھا۔

ابی اراکہ خاموش ھوگیا، اور پھر وہ کچھ نہیں بولا۔

لیکن وہ خوف زدہ تھا کہ کھیں کوئی اس کو دیکھ کر حکومت میں جاکر خبر نہ کردے۔

اطمینان خاطر کے لئے زیاد کی بزم میں گیا تاکہ معلوم کرسکے کہ اس واقعہ کی طرف کوئی متوجہ ھوا ھے یا نہیں؟ رشید اس کے مکان میں ھے اگر اسے خبر مل گئی ھے تو وہ خود ھی رشید کو اس کے حوالہ کردے گا، لہٰذا زیاد کی بزم میں پھنچا، سلام کیا اور بیٹھ گیا، اور پھر باتوں میں مشغول ھوگیا۔

کچھ ھی دیر گذری تھی کہ اس نے دیکھا کہ رشید اس کے سواری پر سوار ھو کر مجلس زیاد کی طرف چلا آرھا ھے،

جیسے ھی اس کی نگاہ اس پر پڑی اس کا رنگ اڑنے لگا، وہ بہت زیادہ ڈر چکا تھا، چنانچہ اس نے اپنی موت کو اپنے سامنے کھڑی دیکھی۔

رشید سواری سے اترے، اور زیاد کو سلام کیا، زیاد (احترام کے لئے) کھڑا ھوگیا، اس سے گلے ملا اور خیر مقدم کیا اور پیار و محبت کے ساتھ اس کے حالات معلوم کئے، اور کہا:

کس لئے آنا ھوا؟ وطن میں رھنے والوں کے حالات کیسے ھیں؟ سفر کیسا رھا؟ اس کے بعد اس کی داڑھی پر ھاتھ پھیرا اور ان کی داڑھی کا ایک بال لیا۔

رشید تھوڑی دیر رُکے اور اٹھ کر چلے گئے۔

ابی اراکہ نے زیاد سے سوال کیا:

یہ شخص کون تھا؟

زیاد نے جواب دیا:

یہ شام کا رھنے والا ایک برادر تھا جو میرے دیدار کے لئے آیا تھا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ابی اراکہ جب زیاد کے پاس سے باھر آیا اور اپنے گھر پھنچا تو اس نے دیکھا کہ رشید اسی عالم میں ھاتھ بندھے اس کے گھر میں موجود ھے چنانچہ اس نے تعجب کے ساتھ رشید سے کہا:

میں نے جو علم و دانش تمھارے یہاں دیکھی ھے اس کے ھوتے ھوئے جو کچھ بھی تم انجام دینا چاھو انجام دو، اور جب چاھو میرے گھر میں آجایا کرو![1]

<٨١>

ایسا جنازہ جس کو لے جاتے ھوئے اونٹ رُک گیا

مسلمان گروہ در گروہ جنگ اُحد میں شریک ھونے کے لئے دوڑ رھے تھے۔

عَمر بن جُموح جو ایک لنگڑا انسان تھا لیکن شیر کی مانند اس کے چار دلاور بیٹے تھے، وہ سب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کے ھمراہ جنگ کرنے کے لئے جا رھے تھے، لشکر کے شوق اور پاک احساسات کو دیکھ عمر بن جموح کو بھی جوش آگیا اور اس نے بھی جنگ میں جانے کا ارادہ بنا لیا، اس نے بھی جنگ کے لباس پھنے اور چلنے کے لئے تیار ھوگیا۔

لیکن اس کے بعض رشتہ داروں نے اس سے کہا:

تم اپنے لنگڑے پن کی وجہ سے اچھی طرح جنگ نھیں کرسکتے اور خدا نے تم پر جہاد واجب نھیں کیا ھے، تمھارے لئے مدینہ میں رھنا بہتر ھے! تمھارے لئے اپنے چار بیٹوں کو میدان جنگ میں بھیجنا ھی کافی ھے !

عمرو نے کہا:

کیا یہ مناسب ھے کہ مسلمان میدان جنگ میں جائیں اور سر انجام شہادت کی نعمت سے فیضیاب ھوکر جنت میں داخل ھوجائیں اور میں محروم رھوں؟

لوگوں نے لاکھ جتن کئے لیکن اس الٰھی شخص نے اپنا ارادہ نہ بدلا، آخر کار یہ طے ھوا کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں جائیں اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)سے اس سلسلہ میں معلوم کریں کہ یہ شخص کیا کرے؟

چنانچہ اس نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں عرض کیا:

یا رسول اللہ! میں بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ھونا چاھتا ھوں، اور سر انجام شہادت سے سرفراز ھونا چاھتا ھوں لیکن میرے رشتہ دار مانع ھوتے ھیں، اور بہت زیادہ میرا دل چاھتا ھے کہ میں اس لنگڑے پیر سے جنت میں جاؤں۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

تو صاحب عذر ھے، تجھ پر جہاد واجب نھیں ھے۔

اس کے بعد اس کے رشتہ داروں کی طرف متوجہ ھوکر فرمایا:

اگر اس شخص پر جہاد واجب نھیں ھے لیکن تم لوگ کیوں مانع ھوتے ھو، اور اس کو جہاد سے کیوں روک رھے ھو؟! اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو، تاکہ اگر وہ جہاد میں شرکت کرنا چاھتا ھے تو شریک ھوجائے شاید فیض شہادت سے سرفراز ھوجائے، چنانچہ عمرو خوشی خوشی پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت سے اٹھ کر باھر آیا اور اپنے تمام رشتہ داروں سے رخصت ھوکر گھر سے باھر نکلا، جب وہ جہاد کے لئے روانہ ھواتو اس نے دعا کے لئے ھاتھ اٹھا دئے اور کہا:

---

[1] بحار الانوار، ج۴۲، ص ۱۴۰۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خداوندا! مجھے میرے گھر واپس نہ لوٹانا!

عمرو بھی جنگ کے لئے روانہ ہوا، اور میدان جنگ میں پوری طاقت سے جنگ کی اور آخر کار اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا اور سر اانجام اپنے ایک بیٹے کے ساتھ شہید ہوگیا۔

جنگ کے بعد عمرو کی زوجہ میدان جنگ میں آئی اور اس محترمہ خاتون نے اپنے شوھر اور بیٹے کی لاش ڈھونڈ لی، اور اس نے دیکھا کہ اس کا بھائی بھی شہادت کے درجہ پر فائز ھوچکا ھے، چنانچہ اس نے تینوں کے لاشوں کو اونٹ کی پیٹھ پر رکھا اور مدینہ کی طرف روانہ ھوئی تاکہ قبرستان بقیع میں دفن کردے۔

لیکن جب ایک مقام پر پھنچا تو اونٹ چلتا چلتا رک گیا اور اس نے مدینہ کی طرف قدم نھیں بڑھائے لیکن اُحد کی طرف تیز تیز چلتا تھا، اور یہ واقعہ کئی بار تکرار ھوا۔

عمرو کی زوجہ سمجھ نہ سکی اور اس کے حل کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی خدمت میں حاضر ھوئی اور واقعہ بیان کیا۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

اونٹ کوحکم دیا گیا ھے! کیا تیرے شوھر نے جھاد میں آتے وقت کچھ کھا تھا؟ کوئی دعا کی تھی؟

اس عورت نے کھا: جی ھاں، یا رسول اللہ! جب وہ جنگ کے لئے نکل رھا تھا تو اس نے آخری وقت روبقبلہ ھوکر یہ دعا کی تھی:

”اللھم لا تردّنی الی اھلی و ارزقنی الشہادة“۔

”پرودرگارا! مجھے اپنے اھل و عیال کی طرف نہ پلٹانا اور مجھے شہادت سے سرفراز کرنا“!

اس وقت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے فرمایا:

خداوندعالم نے اس کی دعا قبول کرلی ھے۔

اسی وجہ سے اونٹ اس کے لاشے کو مدینہ کی طرف نھیں لے جا رھا ھے، چنانچہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے حکم دیا کہ ان کے جنازے کو احد لے جائیں اور اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے مسلمانوں کی طرف رخ کرکے فرمایا:

تمھارے درمیان ایسے لوگ ھیں کہ اگر خدا کو ان کے وجود کی قسم دی جائے تو یقینی طور پر خداوندعالم کا لطف و کرم اس کے شامل حال ھوگا، عمرو بن جموح ان میں سے ایک ھیں۔

اور پھر ان تینوں شھیدوں کے جنازے کو دوسرے شہداء احد کے ساتھ دفن کردیا، اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)تھوڑی دیر ان کی قبر میں رھے اور پھر باھر آئے اور فرمایا:

یہ تینوں شہید بھشت میں بھی ساتھ رھیں گے۔

اس وقت عمرو کی زوجہ نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)سے درخواست کی اور کھا:

یا رسول اللہ! دعا کردیجئے کہ خداوندعالم مجھے بھی ان کے ساتھ محشور کرے اوران کا ھم نشین قرار دے۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے بھی اس با فضیلت خاتون کے لئے دعا کی۔[1]

---

[1] بحار الانوار، ج۲۰، ص۱۳۰۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۸۲>

باپ کے قتل کی سزا

متوکل، بنی عباس کا سب سے زیادہ ذلیل خلیفہ تھا، یہ وہ اکیلا خلیفہ ھے جس نے حضرت زھرا (سلام اللہ علیھا) کی شان میں جسارت کی ھے اور اس کے قتل کا سبب بھی یھی بات قرار پائی۔

منتصر نے اپنے باپ متوکل سے سنا کہ وہ حضرت فاطمہ زھرا (سلام اللہ علیھا) کو (نعوذ باللہ) دشنام دیتا اور نازیبا الفاظ کہتا تھا، ایک روز ایک عالم (امام) سے سوال کیا:اس شخص کی کیا سزا ھے جو حضرت فاطمہ زھرا (س) کو دشنام دے اور ان کی شان میں نازیبا الفاظ کھے؟عالم نے جواب دیا:ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ھے، لیکن جان لے کہ جو شخص اپنے باپ کو قتل کرے گااس کی عمر کم ھوگی۔

منتصر نے کہا: میں اپنی اس کم عمر سے نہیں ڈرتا جو خداوندعالم کی اطاعت پر ھو۔

اس کے بعد منتصر نے اپنے باپ کو قتل کر ڈالا، اور اس کے بعد وہ سات مھینے سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔[1]

<۸۳>

دنیا کے دو مکّاروں کی گفتگو

ایک روز معاویہ نے عمر و عاص سے کہا:

اے عمرو عاص! ھم میں سے کون ایک ھوشیار اور بڑا سیاست داں ھے؟

عمرو عاص نے کہا:

میں ھوشیار ھوں اور تو غور و فکر والا!

معاویہ نے کہا:

یہ بات تو نے میرے فائدہ میں کھی، لیکن میں ھوشیاری میں بھی تجھ سے آگے ھوں۔

عمرو عاص نے کہا:

یہ تیری ھوشیاری اس وقت کھاں تھی کہ جب قرآن نیزوں پر بلند تھے۔

معاویہ نے کہا:

تو اس روز اپنے ماھرانہ نقشہ میں مجھ پر کامیاب ھوگیا اور تو نے اپنی ھوشیاری ظاھر کردی، اب وہ دن گزر گیا ھے اور اب میں ایک مطلب بیان کرنا چاہتا ھوں اس شرط کے ساتھ کہ تو صحیح صحیح جواب دے۔

عمر و عاص نے کہا:

خدا کی قسم جھوٹ بُرا ھے! میں جھوٹ نہیں بولوں گا، جو کچھ بھی پوچھنا چاھے پوچھ لے، میں سچ سچ جواب دوں گا۔

معاویہ نے کہا:

جب سے تو میرے ساتھ ھے کیا تو نے میرے سلسلہ میں مکاری کی ھے؟

عمرو عاص نے کہا:

نھیں! کبھی نھیں!

---

[1] بحار الانوار، ج۲۰، ص ۱۳۰۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

معاویہ نے کہا: کیوں نہیں! اگر سب جگہ نہیں تو کم از کم میدان جنگ میں میرے ساتھ مکاری کی ھے!

عمرو عاص نے کہا:

کونسی جنگ میں؟

معاویہ نے کہا:

جس میں علی بن ابی طالب نے مجھے مقابلہ کے لئے بلایا، میں نے تجھ سے مشورہ کیا اور میں نے کہا: اے عمرو عاص ! تیری کیا رائے ھے؟ علی سے جنگ کے لئے جاؤں یا نہ؟ تو نے کہا: وہ ایک کریم انسان ھیں۔

تو نے یہ مشورہ دیا کہ علی کے مقابلہ میں میدان جنگ میں جاؤ، جبکہ تو ان کو اچھی طرح جانتا تھا، تو نے اس موقع پر میرے ساتھ مکاری کی۔

عمرو عاص نے کہا: اے معاویہ! کریم شخص اور صاحب عظمت انسان نے تجھے مقابلہ کے لئے للکارا، ان دو چیزوں میں سے ایک ضرور نصیب ھوتی، یا تو، تو علی کو قتل کردیتا تو اس صورت میں تیرا نام مشہور بہادر وں کے قاتلوں میں آتا، تیرا رتبہ بڑھ جاتا اور روئے زمین میں تیری کوئی مثال نہ ھوتی، اور اگر وہ تجھے قتل کر دیتے تو اس صورت میں تو شہداء اور صالحین سے ملحق ھوجاتا۔

معاویہ نے کہا: اے عمرو عاص! یہ تیری مکاری پہلی مکاری سے بھی زیادہ خطرناک ھے، کیونکہ خدا کی قسم میں جانتا ھوں کہ اگر علی کو قتل کردیتا تو جہنم میں جاتا اور اگر وہ مجھے قتل کردیتے تو بھی میں جہنم میں جاتا۔

عمرو عاص نے کہا: پھر کس لئے ان سے جنگ کے لئے نہیں گیا؟

معاویہ نے کہا: الملک عقیم، سلطنت لا ولد ھوتی ھے اور سبھی کو اچھی لگتی ھے، اسی چند روزہ حکومت کے لئے علی سے جنگ کے لئے نہیں گیا کہ کھیں ان کے ھاتھوں قتل نہ ھوجاؤں۔

اس کے بعد معاویہ نے کہا:

اے عمرو عاص! یہ باتیں یھاں کے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے بیان نہ کرنا۔[1]

<۸۴>

عمر بن سعد کا سر بریدہ

جب جناب مختار نے شہر کوفہ کے حالات پر قابو پالیا، عمر بن سعد کی گرفتاری کے بعد اس کو وقتی طور پر امان دیدی۔

ایک روز حفص ابن عمر بن سعد، مختار کے پاس آیا اور اس نے کہا:

میرا باپ کہتا ھے:

کیا تم نے جو مجھے امان دے رکھی ھے اس پر یونھی عمل کرتے رھو گے؟

مختار نے کہا: بیٹھ جاؤ!

اس کے بعد اباعمرہ کو بلایا اور اس کے بعد اس کو مخفی طور پر حکم دیا کہ جاؤ اور اس عمر بن سعد کو اس کے گھر میں قتل کردو، کچھ دیر گزری تھی کہ اباعمرہ عمر بن سعد کا سر نحس لے کر وارد ھوا۔

حفص نے جب اپنے باپ کا سر دیکھا تو کہا:

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مختار نے حفص سے کہا:

---

[1] بحار الانوار، ج۲۲، ص۲۷۲۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کیا تو اس سر کو پہچانتا ھے؟
حفص نے کہا:
کیوں نھیں! اس کے بعد زندگی میں کوئی خیر نھیں۔
مختار نے کہا:
جی ھاں! اس کے بعد تو بھی زندہ نھیں رھے گا۔
اور اس نے حکم دیا کہ اس کو بھی قتل کرڈالو۔
اس کے بعد کہا:
عمر اور امام حسین (ع) ،حفص اور علی اکبر(ع) کبھی بھی برابر نھیں ھو سکتے۔ خدا کی قسم! ستر ہزار لوگوں کو شہداء کربلا کی وجہ سے قتل کروں گا۔
جیسا کہ یحيٰ بن زکریا کے بدلہ میں ستر ہزار لوگ قتل کئے گئے تھے۔[1]

<۸۵>

دشمن کے اعترافات

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ھوگئی، عبد اللہ ابن عمر نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا:
در حقیقت اسلام کا سب سے بڑا حادثہ اور سب سے بڑی مصیبت کا وقت تھا۔
کوئی بھی دن عاشورہ حسینی جیسا نھیں ھوسکتا۔
یزید نے عبد اللہ کے جواب میں لکھا:
اے احمق! ھم مزین گھروں، فرش بچھے ھوئے نیز تکیے لگے ھوئے گھروں میں داخل ھوگئے ھیں، اگر یہ دوسروں کا حق ھے تو تیرے باپ نے سب سے پھلے یہ کام کیا ھے اور دوسروں کا حق غصب کیا ھے۔[2]

<۸۶>

پتھر پھینکنے والے کی سزا پتھر

ایک روز ابوحنیفہ (حنفیوں کے امام) نے مومن طاق (امام صادق علیہ السلام کے مخلص صحابی) سے ملاقات کی اور سوال کیا: تم (شیعہ) لوگ "رجعت"[3] پر عقیدہ رکھتے ھو اور اُسے مسلّم مانتے ھو؟
مومن طاق نے کہا: جی ھاں!ابوحنیفہ نے کہا: پس اس وقت مجھے ایک ہزار درھم (چاندی کے) قرض دیدو جب میں اس دنیا میں پلٹ کر آؤں گا تو (سونے کے) ہزار دینار تمھیں دیدوں گا۔ مومن طاق نے کہا:
میں ایک شرط کے ساتھ آپ کو قرض دیتا ھوں اور وہ یہ ھے کہ کوئی آپ کا ضامن ھو کہ اس دنیا میں آپ انسان کی شکل میں پلٹ کر آئیں، نہ کہ حیوان کی صورت میں، کیونکہ ھر انسان اپنے اعمال کے اعتبار سے ظاھر ھونگے اور میں ڈرتا

---

[1] بحار الانوار، ج۴۵، ص۳۳۶۔
[2] بحار الانوار، ج۴۵، ص۳۲۷۔
[3] بعض خالص مومنین اور بعض ہٹ دھرم منافقوں کا روز قیامت سے پھلے اسی دنیامیں پلٹنے کا نام رجعت ھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

هوں کہ روز رجعت تو اس حیوان کی شکل میں ظاھر ھو اور میں تم سے اپنے قرض نہ لے سکوں![1]

<۸۷>

مناسب جواب

حضرت امام صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک روز ابوحنیفہ نے مومن طاق (امام صادق علیہ السلام کے مخلص صحابی) کو دیکھا تو اس کی مذمت کرتے ہوئے کہا:

تیرا امام مرگیا ھے۔

مومن طاق نے جواب دیا:

جی ھاں! لیکن تیرا امام تو قیامت تک زندہ ھے۔

<فَإِنَّکَ مِنْ الْمُنْظَرِینَ إِلَی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ>[2].[3]

"تجھے مہلت دیدی گئی ھے ایک معلوم اور معین وقت (قیامت) تک کے لئے"۔

<۸۸>

لائق ماں اور شائستہ بیٹا

ابی عبیدہ (مختار ثقفی کے والد) کسی لائق عورت کی تلاش میں تھے، ان کے قبیلہ کی بعض خواتین نے ان سے رشتہ کے لئے کہا، لیکن انھوں نے کسی کا رشتہ قبول نھیں کیا، یہاں تک کہ ایک شخص ان کے خواب میں آئے اور ابو عبیدہ سے کہا:

"دومة الحسناء" سے شادی کرلو! اگر ان سے شادی کرو گے تو کبھی پشیمان نہ ھو گے، اور کبھی بھی تمھاری ملامت اور برائی نھیں ھوگی۔

ابو عبیدہ نے اپنا خواب اپنے رشتہ داروں سے بیان کیا، تو انھوں نے کہا:

اب تمھیں حکم ھوا ھے کہ دومة الحسناء بنت وھب سے شادی کرو۔

ابو عبیدہ نے ان سے شادی کی، اور جس وقت ان کی اھلیہ حاملہ ھوئیں تو کسی نے عالم خواب میں آکر کہا:

البشریٰ بالولد

اشبہ شيء بالاسد

اذا الرجال فی کبد

تقاتلوا علی بلد

کان لہ الحظا الاشد

"تمھیں ایک بیٹے کی بشارت ھو جو شیر سے زیادہ مشابہت رکھتا ھے ۔ جب لوگ جنگ میں مشغول ھوجائیں تو وہ خوش و خرم ھوگا"۔

---

[1] بحار الانوار، ج۴۷، ص ۳۹۹۔

[2] سورہ حجر، آیت ۳۸ ۔

[3] بحار الانوار، ج۴۷، ۳۹۹۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چنانچہ جب مختار کی ولادت ھوئی تو وھی شخص خواب میں آئے او رکھا:
یہ تمھارا بیٹا اپنی عمر کے ایک حصہ میں خوف اور ڈر کو اپنے سے دور کردے گا اور اس کے پیرو زیادہ ھوں گے۔[1]
جی ھاں، یہ ھے اھمیت ایک لائق ماں کی۔

<۸۹>

نیک لوگ گناہگاروں کے گناھوں کی آگ میں

جعفر نام کا ایک شخص نقل کرتا ھے:
حضرت ابو الحسن علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:
میں تمھیں کیوں عبد الرحمن کے پاس دیکھتا ھوں۔؟
میں نے کھا:
وہ میرا ماموں ھے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا:
وہ خدا کے سلسلہ میں نامناسب گفتگو کرتا ھے، اور خدا کے لئے جسم کا قائل ھے، اس بنا پر اگر اس کے ساتھ ھم نشینی کرنا ھے تو ھمیں چھوڑ دے! یا ھمارے ساتھ ھم نشینی کر اور اس سے دوری اختیار کرا! کیونکہ دونوں کے ساتھ ایک وقت میں ھم نشینی ممکن نھیں ھے، جبکہ وہ غلط عقیدہ رکھتا ھے۔
میں نے عرض کی:
وہ کچھ بھی کھے جب میں اس کا ھم عقیدہ نھیں ھوں تو مجھ پر اس کا کیا اثر ھوگا؟
امام علیہ السلام نے فرمایا:
کیا اس بات سے نھیں ڈرتے کہ اس پر عذاب نازل ھوجائے اور تم دونوں ایک ساتھ اس میں مبتلا ھوجاؤ؟ اس کے بعد امام علیہ السلام نے ایک جوان کا واقعہ سنایا جو خود جناب موسیٰ علیہ السلام کا پیرو تھا اور اس کا باپ فرعون کے طرفداروں میں سے تھے۔
آپ نے فرمایا: جس وقت فرعون کا لشکر (دریائے نیل کے کنارے) حضرت موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کے نزدیک پھنچ گیا، وہ جوان جناب موسیٰ سے جدا ھوا تاکہ اپنے باپ کو نصیحت کرے اور پھر جناب موسیٰ سے ملحق ھوجائے، لیکن اس کے باپ نے قبول نہ کیا اور اس کے بیٹے کا خیر و بھلائی پر مشتمل وعظ کا اس پر کوئی اثر نہ ھوا اور سختی کے ساتھ فرعون کے ساتھ اپنے غلط راستہ کو طے کیا۔
ساحل کے نزدیک پھنچ چکے تھے باپ اور بیٹا دونوں فرعون کے لشکرکے ساتھ غرق ھوگئے۔
اس واقعہ کی خبر جناب موسیٰ علیہ السلام تک پھنچی، اصحاب نے اس جوان کے حالات معلوم کئے کہ کیا وہ رحمت الٰھی میں ھے یا عذاب الٰھی میں؟ تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:
وہ جوان رحمت الٰھی میں ھے کیونکہ وہ باپ کا عقیدہ نھیں رکھتا تھا، لیکن جب عذاب نازل ھوتا ھے تو گناہگار کے آس پاس والے بھی عذاب میں مبتلا ھوجاتے ھیں، گناہگاروں کے گناھوں کی آگ نیک لوگوں کو بھی اپنی طرف کھینچ لیتی ھے۔[1]

---

[1] بحار الانوار، ج۴۵، ۳۵۰۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۹۰>

ایک صابرہ عورت

روایات میں منقول ھے کہ ایک شخص نے کہا:

میں اپنے دوست کے ساتھ ایک جنگل اور صحرا میں گیا، اتفاق سے ھم بیابان میں راستہ بھول گئے، اچانک ھمارے راستہ کے داھنی طرف حجاز کے اس تپتے ھوئے صحرا میں ایک خیمہ کی طرف ھماری نظریں جم گئیں اور ھم اس خیمہ کی طرف روانہ ھوئے، جب ھم وھاں پھنچے، سلام کیا تو ایکبقاب پوش خاتون اس خیمہ سے نکلی اور ھمارے سلام کا جواب دیتے ھوئے اس نے کہا:

تم لوگ کون ھو؟

ھم نے کہا:

ھم مسافر ھیں، راستہ بھول گئے ھیں، اتفاق سے آپ کا خیمہ دکھائی دیا تو ھم یہاں چلے آئے شاید آپ کی راھنمائی سے ھمیں راستہ مل جائے۔

اس پرھیزگار اور صحرا نشین عورت نے کہا:

تو پھر اپنا منھ پھیر لو تاکہ تمھاری نگاہ مجھ پر نہ پڑے، میں تمھارے لئے مھمان نوازی کا سامان کرتی ھوں! اور پھر اس نے ایک ٹاٹ ان کے لئے بچھائی اور کہا:

اس پر بیٹھ جائےے یہاں تک کہ میرا بیٹا آجائے اور وہ تمھاری مھمانداری کرے۔

لیکن اس کے بیٹے نے دیر لگائی، وہ خاتون اپنے بیٹے کے انتظار میں بار بار خیمہ کا پردہ اٹھا اٹھاکر بیابان کی طرف دیکھ رھی تھی، آخری بار اس نے خیمہ کا پردہ اٹھایا اور کہا:

خدایا! یہ شخص جو آرھا ھے، اس کے قدم مبارک ھوں، میں خدا سے چاھتی ھوں کہ اس شتر سوار کے قدم مبارک ھوں، یہ شتر سوار میرا بیٹا ھے، لیکن اس نے دیکھا کہ اس کا بیٹا سوار نھیں ھے، وہ شتر سوار پھنچا اور خیمہ کے سامنے کھڑے ھوکر اس نے کہا:

اے امّ عقیل! خداوندعالم تمھارے بیٹے عقیل کی موت پر تمھیں عظیم اجر عنایت کرے۔

اس خاتون نے سوال کیا: کیا میرا بیٹا مرگیا ھے؟

اس شخص نے کہا: جی ھاں!

سوال کیا: اس کی موت کا سبب کیا تھا؟

اس شخص نے کہا: وہ پانی کے کنویں کے پاس تھا، اونٹوں نے پانی پینے کے لئے بجوم کیا، اور وہ اسی کنویں میں گرگیا!

اس مصیبت زدہ خاتون نے صبر سے کام لیا اور اس مرد سے کہا:

اب اونٹ سے اترو اور ان لوگوں کی مھمانداری کرو!

اس کے بعد پھر اس خاتون نے ایک دنبہ ذبح کرنے کے لئے دیا اور اس شخص نے اُسے ذبح کیا، اور ھمارے لئے کھانا بناکر لایا، چنانچہ ھم کھانا کھاتے وقت اس خاتون کی صبر و بُردباری اور روحانی طاقت کے سلسلہ میں تعجب کر رھے تھے۔

جب ھم نے کھانا کھالیا تو وہ ھمارے پاس آئی اور اس نے کہا:

کیا تم قرآن پڑھنا جانتے ھو؟

میں نے کہا: جی ھاں!

---

[1] بحار الانوار، ج ۷۴، ص۹۵۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس نے کہا: کچھ ایسی آیات کی تلاوت کرو جس سے میرے دل کو تسلی ملے۔

میں نے کہا: خداوندعالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ھے:

<وَبَشِّرْ الصَّابِرِين۔ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ أُوْلَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُوْلَئِكَ هُمْ الْمُهْتَدُونَ>[1]

” بشارت دیں ان صبر کرنے والوں کو جو مصیبت پڑنے کے بعد یہ کہتے ھیں کہ ھم اللہ ھی کے لئے ھیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ھیں۔ ان کے لئے پروردگار کی طرف سے صلوات اور حمت ھے اور وھی ھدایت یافتہ ھیں“۔

اور جب اس خاتون نے یہ آیت سنی تو بڑے احساس کے ساتھ کہا:

تجھے خدا کی قسم! کیا قرآن مجید میں یہ آیت اسی طرح ھے؟

میں نے کہا: خدا کی قسم اسی طرح ھے۔

اس خاتون نے کہا: تجھ پر رحمت اور درود ھو!

اس کے بعد وہ اٹھی اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ھوگئی اور اس نے چند رکعت نماز پڑھی، پھر اس نے خدا کی بارگاہ میں دست نیاز بلند کئے اور یہ دعا کی:

بار الٰھا! جو تو نے حکم دیا تھا میں نے پورا کردیا، (اور میں نے اپنے بیٹے کی موت پر صبر کیا) تو بھی میرے سلسلہ میں اپنا وعدہ وفا کردے!

اور یہ جملہ کہتے ھوئے اپنے بیٹے کی مصیبت پر رونا اور آنسوں بھانا بند کردیا۔

اس کے بعد اس نے کہا:

اگر طے یہ ھوتا کہ کوئی دوسرے کے لئے ھمیشہ باقی رہتا تو۔۔۔

اس موقع پر میں نے اپنے دل میں کہا: یہ خاتون ضرور یہ کھے گی کہ میرا بیٹا باقی رہتا، کیونکہ مجھے اس کی ضرورت ھے، لیکن مجھے بہت زیادہ تعجباس وقت ھوا کہ جب میں نے دیکھا کہ اس خاتون نے اپنی بات کو یوں آگے بڑھایا:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اپنی امت کے لئے ھمیشہ باقی رہتے۔

اس کے بعد ھم اس خاتون کے خیمہ سے باھر آئے اور میں نے اپنے دل میں کہا:

در حقیقت میں نے اس خاتون سے زیادہ کامل اور بزرگ کوئی شخص نھیں دیکھا جو خدا کو اس کے کامل ترین صفات اور بہترین صفات کے ذریعہ یاد کیا ھو، جب اس کو معلوم ھوگیا کہ موت کے علاوہ کوئی چارہ نھیں تھا اور گریہ و زاری کا کوئی فائدہ نھیں اور مرنے والے پر گریہ و زاری سے اس کا بیٹا زندہ نھیں ھوسکتا تو اس نے صبر جمیل سے کام لیا اور اپنے بیٹے کو خدا کی بارگاہ میں روز حساب کے لئے بہترین ذخیرہ کے عنوان سے شمار کیا۔[2]

---

[1] سورہ بقرہ ۱۵۵ تا ۱۵۷۔

[2] بحار الانوار، ج۸۲، ص ۱۵۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تیسرا حصہ:

انبیائے الٰھی

انبیاء علیھم السلا م اور گزشتہ امتیں

<۹۱>

غلام بادشاہ بن جاتے ھیں!

ایک روز جناب یوسف علیہ السلام اپنے کچھ کارندوں کے ساتھ ایک جگہ سے گزر رھے تھے، زلیخا مصر کی ملکہ، ایک کوڑے دان کے پاس بیٹھی ھوئی تھی، جب وہ جناب یوسف کے گزرنے کی طرف متوجہ ھوئی تو اس نے کہا: اس خدا کا شکر جو گناہ و نافرمانی کی وجہ سے بادشاھوں کو غلام بنادیتا ھے اور اطاعت و فرمانبرداری کی بنا پر غلاموں کو بادشاہ بنا دیتا ھے۔

اور پھر اس نے کہا:

اے یوسف! میں غربت میں مبتلا ھوں، مجھ پر احسان کرو!

جناب یوسف نے کہا:

نا شکری ھر نعمت کے لئے آفت ھے، جب تو نے نافرمانی کی تو خداوندعالم نے تجھ سے نعمتیں چھین لیں۔

اب تو خدا کی طرف پلٹ جا اور توبہ کرلے! تاکہ گناہ کے آثار تجھ سے ختم ھوجائیں۔

کیونکہ دعاؤں کا قبول ھونا پاک دل اور پاکیزہ کردار سے تعلق رکھتا ھے۔

زلیخا نے کہا:

میں نے گناھوں کا لباس اپنے بدن سے اتار دیا ھے، اب میں کبھی گناہ نہ کروں گی، لیکن خدا سے شرم آتی ھے کہ وہ کیسے مجھ پر لطف و کرم کرے گا۔

کیونکہ ابھی میری آنکھ کے آنسوں خشک نہیں ھوئے ھیں اور میرے بدن نے پشیمانی کا حق اچھی طرح ادا نہیں کیا ھے۔

جناب یوسف نے کہا:

کوشش کرا! جب تک کہ توبہ اور پشیمانی کا راستہ کُھلا ھوا ھے، قبل اس کے کہ فرصت ختم ھوجائے ، توبہ کرلے۔

زلیخا نے کہا:

میں بھی یھی مانتی ھوں اور بعد میں آپ تک خبر پھنچے گی کہ میں نے حقیقت میں توبہ کرلی ھے۔

جناب یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک بڑا پیمانہ اس کو سونا دیدیا جائے۔

زلیخا نے کہا: میرے لئے ایک دن کا کھانا کافی ھے، جب تک مشکلات کے درد میں مبتلا نہ ھوں گی نعمتوں کی قدر نہیں سمجھ سکتی۔

جناب یوسف علیہ السلام کے ایک بیٹے نے کہا:

اے بابا جان! یہ عورت کون ھے؟ اس کی حالت دیکھ کر میرا دل کباب ھوا جاتا ھے، میرا دل اس کے لئے جل رھا ھے۔

فرمایا:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک ایسا وجود جو انتقام کی آگ میں جل رہا ھے۔
اس کے بعد جناب یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے شادی کی اور اس کو دوشیزہ (باکرہ) پایا۔
سوال کیا: یہ ایسا کیوں؟ تو مدتوں تک اپنے شوھر کے ساتھ رھی ھے؟
زلیخا نے کھا: میرے شوھر میں ھم بستری کی طاقت نہ تھی۔[1]

<۹۲>

جناب سلیمان(ع) اور چیونٹی کی گفتگو

خداوندعالم نے جناب سلیمان علیہ السلام کو بے نظیر حکومت و بادشاہت عطا کی تھی، جنوں کو بھی آپ کے حکم کا مطیع اور خدمت گزار قرار دیا، ھوا پر بھی ان کی حکومت تھی تاکہ محل اور تخت وغیرہ کو جھاں چاھیں لے جائیں، جانوروں کی زبان ان کو سکھائی تاکہ ان کی باتوں کو سمجھ سکیں اور لوگوں کے سامنے بیان کرسکیں۔

جب ایک تاریخی سفر میں جناب سلیمان علیہ السلام اپنے جنات اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر کے ساتھ چلے جارھے تھے کہ اس ھوائی سفر میںآپ کا گزر چیونٹیوں کی وادی سے ھوا۔

ایک چیونٹی نے جو سب کی سردار تھی ؛ جب جناب سلیمان کے لشکر اور جاہ و حشم کو دیکھا تو خطرہ کا احساس کیا اور بلند آواز سے پکارا:

اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ! کھیں ایسا نہ ھو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمھیں پامال کردے، اور انھیں اس کا احساس بھی نہ ھو![2]

اس چیونٹی کی یہ بات ھوا نے جناب سلیمان علیہ السلام تک پھنچا دی، چنانچہ آپ ھوا کے دوش پر تھے ایک مرتبہ رُکے اور حکم دیا اس چیونٹی کو حاضر کرو، چنانچہ اس چیونٹی کو لایا گیا تو جناب سلیمان علیہ السلام نے اس سے کھا:

کیا تو نھیں جانتی کہ میں خدا کا نبی ھوں، ھرگز کسی پر ظلم و ستم نھیں کرتا؟

چیونٹی نے کھا:

جی ھاں میں جانتی ھوں۔

جناب سلیمان نے کھا: تو پھر تونے کیوں اور کس لئے چیونٹیوں کو ھم سے ڈرایا اور حکم دیا کہ اپنے اپنے بِلوں میں گھس جاؤ۔

چیونٹی نے کھا: میں نے احساس کیا کہ اگر چیونٹیوں نے آپ کی بے نظیر آن بان، تخت و تاج سلطنت و بادشاہت کو دیکھا تو وہ دنیا کی زیب و زینت کی عاشق ھوجائیں گی اور خدا سے دور ھوکر کسی غیر کی پرستش کرنے لگینگی۔

اور پھر چیونٹی نے کھا: تمام طاقتوں میں سے آپ کے لئے ھوا کو کیوں مسخر کیا، اور کیوں آپ کی یہ عظیم سلطنت ھوا کے دوش پر چلتی رہتی ھے؟

جناب سلیمان علیہ السلام نے کھا: مجھے نھیں معلوم۔

چیونٹی نے کھا: اس کی وجہ یہ ھے کہ تمھیں معلوم ھوجائے کہ اگر دنیا کی تمام طاقتیں ھوا کی طرح آپ کے لئے مسخر ھوجائیںپھر بھی باقی رھنے والی نھینھیں اورسب کی سب برباد ھوجائیں گی۔[3]

---

[1] بحار الانوار، ج۱۲، ص ۲۵۴۔
[2] سورہ توبہ، آیت ۱۸۔
[3] بحار الانوار، ج۱۴، ص ۹۲۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

<۹۳>

تین بیویوں کا واقعہ

گزشتہ زمانہ میں ”بنی اسرائیل“ کے درمیان ایک عاقل اور مالدار شخص زندگی بسر کرتا تھا اس کے تین لڑکے تھے ان میں سے ایک پاکدامن اور پرھیزگار بیوی سے پیدا ھوا تھا اوروہ اپنے باپ سے بہت زیادہ مشابہ تھا اور دوسرے دونوں بیٹے ناصالحبیویوں سے تھے۔

جس وقت اس مرد نے یہ احساس کیا کہ وہ اب مرنے والا ھے تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا:

یہ تمام مال و دولت جو میرے پاس ھے تم میں سے صرف ایک کا ھے۔

باپ کے مرنے کے بعد سب سے بڑے بیٹے نے کہا کہ باپ کی مراد میں ھوں۔

دوسرے بیٹے نے کہا:

نھیں! باپ کی مراد میں ھوں، اور سب سے چھوٹے نے بھی یھی دعویٰ کیا۔

چنانچہ اس اختلاف کے حل کے لئے قاضی کے پاس گئے اور اس کے پاس جاکر واقعہ کی تفصیل بیان کی۔

قاضی نے کہا:

میں تم لوگوں کے سلسلہ میں کوئی فیصلہ نھیں کرسکتا اور تمھارے اختلاف کو دور نھیں کرسکتا، تم لوگ قبیلہ ”بنی غنام“ کے تین بھائیوں کے پاس جاؤ وھی تمھارے درمیان فیصلہ کریں گے۔

چنانچہ وہ تین بھائی بنی غنام کے ایک بھائی کے پاس پھنچے، لیکن دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا ضعیف اور ناتواں شخص ھے، انھوں نے اس سے اپنا واقعہ بیان کیا۔

اس نے جواب دیا:

میرے بڑے بھائی کے پاس جاؤ اور اس سے سوال کرو۔

وہ لوگ اس بڑے بھائی کے پاس پھنچے دیکھا کہ وہ تقریباً ادھیڑ عمر کا انسان ھے اور چھرہ کے لحاظ سے پھلے سے جوان معلوم ھوتا ھے۔

لیکن اس نے بھی اپنے تیسرے بڑے بھائی کے پاس بھیجا۔

چنانچہ جب وہ اس شخص کے پاس آئے تو دیکھا کہ اس کی شکل و صورت ان دونوں سے جوان معلوم ھوتی ھے، پھلے تو ان کے حالات معلوم کئے (کہ کس طرح سب سے چھوٹا بھائی سب سے بوڑھا اور سب سے بڑا بھائی سب سے جوان معلوم ھوتا ھے؟) اس کے بعد انھوں نے اپنا واقعہ بیان کیا۔

اس نے ان کے جواب میں کہا:

جس چھوٹے بھائی کو تم نے سب سے پھلے دیکھا اس کی زوجہ تند مزاج اور بداخلاق ھے جو ھمیشہ اس کو پریشان کرتی رہتی ھے اور اس کو تکلیف دیتی رہتی ھے، لیکن وہ اس کی آزار و تکلیف پر صبر کرتا ھے اور اس خوف سے کہ کھیں اس سے بڑی مصیبت میں مبتلا نہ ھوجائے صبر سے کام لیتا ھے اسی وجہ سے اس کے چھرے پر بوڑھاپے کے آثار پائے جاتے ھیں۔

لیکن میرا دوسرا بھائی جس کی زوجہ کبھی کبھی اس کو پریشان کرتی ھے لیکن وہ کبھی کبھی اسے خوش بھی کرتی ھے، اسی وجہ سے وہ پھلے والے بھائی کی نسبت زیادہ جوان ھے۔

لیکن میری زوجہ میری فرمانبردار ھے اور ھمیشہ میری اطاعت کرتی ھے، ھمیشہ مجھے خوش رکھتی ھے جب سے میں نے اس سے شادی کی ھے اب تک اس نے مجھے ناراض نھیں کیا ھے، یہ میری جوانی اسی وجہ سے ھے۔

لیکن اب تمھارے باپ کا واقعہ! تم لوگ جاؤ اور اپنے باپ کی قبر کھودو، اس کی ہڈیوں کو باھر نکالو اور ان کو جلا دو، اس کے بعد میرے پاس آنا تاکہ میں تمھارے درمیان فیصلہ کروں اور حق کو باطل سے الگ کروں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چنانچہ اس مالدار شخص کے بیٹے واپس ہوئے تاکہ اس شخص کے کہنے کے مطابق عمل کریں۔

تینوں نے بیل و بیلچہ اٹھایا اور قبرستان میں پہنچے اور جب دو بھائیوں نے باپ کی قبر کھودنے کا ارادہ کیا تو چھوٹے بیٹے نے کہا:

باپ کی قبر کو نہ کھودو میں اپنا حصہ تمھیں دئے دیتا ھوں، اور اس کے بعد وہ لوگ قاضی کے پاس آئے اور واقعہ اس کے سامنے بیان کیا۔

اس نے جواب دیا:

تمھارا یہ کام حقیقت ثابت کرنے کے لئے کافی ھے، جاؤ اور سارا مال میرے پاس لے کر آؤ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

جب وہ مال لے کر قاضی کے پاس آئے تو اس نے چھوٹے بیٹے سے کہا:

یہ مال تمھارا ھے، کیونکہ اگر وہ (دونوں) بھی اس کے بیٹے ھوتے تو باپ کی قبر کھودتے وقت شرم و حیا کرتے۔[1]

<۹۴>

گناہگار وں پر غضب!

خداوندعالم نے حضرت شعیب نبی علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ آپ کے ماننے والوں میں سے ایک لاکھ لوگوں پر عذاب کروں گا، جن میں چالیس ہزار گناہگار ھیں اور باقی نیک لوگ!

جناب شعیب نے سوال کیا:

خدوندا! بُروں کو عذاب ھونا ھی چاہئے لیکن نیک لوگوں پر عذاب کیوں؟

خداوندعالم نے فرمایا:

اس وجہ سے کہ نیک لوگوں نے گناہگاروں کے ساتھ سازش کی اور گناہگاروں کی نسبت میرے خشم و غضب کے پیش نظر ان لوگوں نے غیظ و غضب سے کام نہیں لیا۔[2]

<۹۵>

موت کی یاد

اسکندر ذوالقرنین نے اپنے طولانی سفروں میں ایک سمجھ دار اور فھم گروہ سے ملاقات کی کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروٴں میں سے تھا، اس کی زندگی عدل و انصاف اور چین و سکون کے ساتھ گزر بسر ھورھی تھی، آپ نے ان سے خطاب کرتے ھوئے فرمایا:

اے لوگو! تم مجھے اپنی زندگی کے بارے میں آگاہ کرو کہ میں نے بہت زیادہ سفر کئے اور پوری زمین کا چکر لگایا ھے، مشرق و مغرب کا، جنگل اور دریا کا، میدانوں اور پہاڑوں کا، روشنی اور اندھیروں کا سفر کیا ھے لیکن تمھاری طرح کسی کو نہ دیکھا، مجھے بتاؤ! کیوں تمھارے مردوں کی قبریں تمھارے صحن میں ھیں؟!

انھوں نے جواب دیا:

تاکہ ھم موت کو نہ بھولیں اور موت کی یاد ھمارے دلوں میں باقی رھے۔

---

[1] بحار الانوار، ج۱۴، ص ۴۹۰، ج۱۰۳، ص ۲۳۳، و ۱۰۴ ص ۲۹۶۔

[2] بحار الانوار، ج۲۳، ص ۱۵۳۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سوال کیا:تمہارے مکانات میں دروازے کیوں نہیں ھیں؟
انھوں نے جواب دیا:
کیونکہ ھمارے درمیان میں کوئی چور اور خیانت کرنے والا نہیں ھے اور ھم سب نیک اور ایک دوسرے پر اطمینان کرنے والے ھیں۔
سوال کیا: تمہارے یہاں حاکم اور بادشاہ کیوں نہیں ھے؟
انھوں نے جواب دیا:
کیونکہ ھم ایک دوسرے پر ظلم و ستم نہیں کرتے تاکہ ظلم و ستم کی روک تھام کے لئے حکومت اور حاکم کی ضرورت ھو۔
اسکندر نے چند سوالات دریافت کرنے کے بعد کہا:
اے لوگو! کیا تمہارے آباء و اجداد بھی تمہاری ھی طرح تھے؟
انھوں نے جواب میں اپنے آباء و اجدا کی اس طرح تعریف کی:
وہ غریبوں پر رحم کیا کرتے تھے۔
غریبوں کا ھاتھ بٹاتے تھے۔
اگر کوئی ان پر ستم کرتا تھا تو اس کو بخش دیتے تھے اور خدا سے اس کی بخشش کی درخواست کرتے تھے۔
امانت، ان کے مالکوں تک لوٹاتے تھے، خدا بھی ان کے اس کردار کی وجہ سے خود ان کے کاموں کی اصلاح کرتا تھا۔
ذو القرنین اس علاقہ کے رھنے والوں سے محبت کرنے لگے اور اسی علاقہ میں رھنے لگے یہاں تک کہ ان کی وفات بھی اسی علاقہ میں ھوئی۔[1]

<۹۶>

گناہگار کا موعظہ!

ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے عرض کی:
میں نے زنا کیا ھے، مجھے گناہ سے پاک کردیں۔
جناب عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ یہ اعلان کردو کہ تمام لوگ اس کو پاک کرنے میں حاضر ھوجائیں، اور اس کی سزا کے لئے ایک گڑھا کھودا گیا اور جب سب جمع ھوگئے اور الٰھی قانون جاری کرنے کے لئے گناہگار اس گڑھے میں کھڑا ھوگیا، اس نے ایک نگاہ اس مجمع پر کی جو اس پر حد جاری کرنے کے لئے تیار کھڑا تھا ،بلند آواز سے اس نے کہا:
اے لوگو! جو شخص خود گناہ سے آلودہ ھے اور سزا کا مستحق ھے اُ سے اس حد جاری کرنے میں شریک نہیں ھونا چاہئے۔
یہ جملہ سنتے ھی سب واپس ھوگئے، صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحيٰ علیہ السلام باقی بچے، اس موقع پر حضرت یحيٰ آگے آئے اور اس شخص کے پاس گئے اور فرمایا:
اے گناہگار! مجھے وعظ کر!
اس شخص نے کہا:
اے یحيٰ! دھیان رکھو خود کواپنی ھوائے نفس کا اسیر نہ کرنا، کیونکہ اس سے ذلت و بدبختی میں مبتلا ھوجاؤ گے۔
یحيٰ نے کہا:
کچھ اور نصیحت کر!
اس شخص نے کہا:

[1] بحار الانوار، ج۱۲، ص ۱۷۹ ، یہ واقعہ مختصر طور پر نقل کیا گیا ھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

هرگز خطاکار کی لغزش کی وجہ سے اس کی ملامت نہ کرو! بلکہ اُس کی نجات کی فکر میں رهو!

حضرت یحيٰ نے کہا: اور نصیحت کر!

اس شخص نے کہا: اپنے غضب پر قابو رکھو!

اس وقت جناب یحيٰ نے کہا:

تیری نصیحت میری لئے کافی هیں۔[1]

<۹۷>

بھیڑئے کے منھ میں بچہ

بنی اسرائیل میں ایک بار سخت قحط میں مبتلا هو گئے، (اور کھانے پینے کا سامان کمیاب هوگیا) ایک عورت کے پاس ایک لقمہ روٹی تھی اس نے کھانے کے لئے اُسے منھ میں رکھا تو اچانک ایک فقیر آگیا اور اس نے پکارا کہ اے خدا کی کنیز میں بھوکا هوں!

اس عورت نے اپنے دل میں کہا: ایسے موقع پر مناسب هے کہ یہ لقمہ روٹی صدقہ دیدوں چنانچہ اس نے وہ لقمہ منھ سے نکال لیا اور اُس فقیر کو دیدیا۔

اُس عورت کا ایک بچہ تھا اُسے اپنے ساتھ جنگل میں لے گئی اور ایک جگہ بٹھا دیا تاکہ کچھ لکڑیاں جمع کرسکے، اچانک ایک بھیڑیا آیا اور بچہ کو اپنے منھ سے پکڑا اور بھاگتا بنا۔

لوگوں نے چلانا شروع کیا، بچہ کی ماں بھی پریشانی کے عالم میں بھیڑئے کے پیچھے دوڑی، لیکن کسی کا کوئی فائدہ نہ هوا، اور بھیڑیا بچہ کو لئے هوئے تیزی کے ساتھ دوڑتا هوا چلا گیا۔خداوندعالم نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے اس بھیڑئے سے بچہ کو لے کر اس کی ماں کو دیدیا۔اس کے بعد اس عورت سے کہا:

کیا تو ایک لقمہ کے بد لہ پرر اضی هوگئی هے ؟

یعنی ایک لقمہ (روٹی صدقہ) دیا اور ایک لقمہ (بچہ) واپس لیا!۔[2]

<۹۸>

همیشہ نہ مال باقی بچا اور نہ اولاد

جناب حکیم لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: تم سے پهلے لوگوں نے اپنی اولاد کے لئے مال جمع کیا لیکن نہ تو مال هی بچا اور نہ هی ان کی اولاد۔

تم ایک مزدور هو جسے حکم دیا گیا هے کہ کام کرو اور اپنی مزدوری لے لو، لہٰذا صحیح طریقہ پر کام کرو اور اپنی مزدوری لے لو!

اس دنیا میں دنبہ کی طرح نہ بنو! کہ وہ هرے بھرے جنگل میں چر رها هے تاکہ موٹا هوجائے، اور موٹا هونے کا زمانہ اس کی موت کا وقت هو۔

بلکہ دنیا کو نهر کا ایک پُل حساب کرو! کہ اس سے گزرنا هے اور دنیا کو چھوڑنا هے اور پھر کبھی بھی اس دنیا میں واپس نهیں لوٹنا هے۔

جان لو! کہ جب تم روز قیامت خدائے قادر کے سامنے حاضر هوگے تو تم سے چار چیزوں کا سوال هوگا:

۱۔ تم نے اپنی جوانی کس راستہ میں گنوائی؟

۲۔ اپنی عمر کس راستہ میں نابود کی؟

---

[1] بحار الانوار، ج۱۴، ۱۸۸۔

[2] بحار الانوار، ج۹۶، ۱۲۳۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ تم نے کس طرح مال و دولت حاصل کی؟
۴۔اور کس راہ میں خرچ کی؟
اے میرے بیٹے! اس وقت کے لئے تیار رھو! اور خود کو جواب دینے کے لئے تیار کرلو![1]

تمت بالخیر

فہرست کتاب

عرض مترجم.....2
پیش گفتار.....3
پہلا حصہ: 5
چھاردہ معصومین علیھم السلام.....5
چودہ نورانی دریا.....5
<١> 5
بھشتی درخت.....5
<٢> 5
بہترین آرزو.....5
<٣> 6
پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کا مزاج 6
<۴> 7
خیانت کار کی نگاہ 7
<۵> 7
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی پانچ نصیحتیں.....7
<۶> 8
علم حاصل کرنے کی اھمیت.....8
<٧> 8
خداوند عالم کی پسند یدہ چار خصلتیں.....8
<٨> 9
امتحان کی منزل 9
<٩> 10
شوھر کی اطاعت 10
<١٠> 11
عاقبت اندیشی.....11
<١١> 11
نہ نقصان پھنچانا نہ نقصان برداشت کرنا 11
<١٢> 12
بیما ری کے بستر پر 12
<١٣> 13

[1] بحار الانوار، ج۱۳، ص ۴۲۵ و ج۷۳، ۶۸۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خرافات سے مقابلہ........ 13

<۱۴> 14

کام کو مستحکم طور پر انجام دینے کا سبق 14

<۱۵> 14

سب سے زیادہ محبوب نام........ 14

<۱۶> 14

پڑوسی کی حدود........ 14

<۱۷> 15

غضب سے پرھیز کرنا........ 15

<۱۸> 16

جدائی کے لئے راہ حل........ 16

<۱۹> 16

حضرت علی علیہ السلام، عطوفت و بزرگی کی بلندی پر 16

<۲۰> 17

طاقت و قدرت کے وقت اسلامی آداب کی رعایت 17

<۲۱> 17

گٹھے ھوئے جوتے سے بھی کم قیمت حکومت 17

<۲۲> 18

مجھ سے سوال کرو........ 18

<۲۳> 18

زندگی میں میانہ روی 18

<۲۴> 20

انوشیروان کی کھوپڑی گفتگو کرتی ھے........ 20

<۲۵> 21

گناہ کا علاج........ 21

<۲۶> 22

فاطمہ زھرا (س) محراب عبادت کا نور........ 22

<۲۷> 22

مسلمان عورت کی پسندیدہ صفت........ 22

<۲۸> 23

لوح کے تین بہترین جملے........ 23

<۲۹> 23

جناب بلال کی صدائے اذان........ 23

<۳۰> 24

جناب فاطمہ (س) صحرائے محشر میں 24

<۳۱> 26

امام حسن اور امام حسین (علیھما السلام) میں تحریری مقابلہ........ 26

<۳۲> 27

ادب کا لحاظ رکھنا........ 27

<۳۳> 28

چغل خوری کرنے والے سے مقابلہ 28

<۳۴> 28

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عشق حسین علیہ السلام ،پیغمبر کے دل میں 28

<٣۵> 29

صبح عاشورا میں مذاق 29

<٣۶> 29

گل دستہ، تحفہ دینے پر انعام 29

<٣٧> 30

استاد کی عظمت 30

<٣٨> 30

موت کی طرف ایک قافلہ 30

<٣٩> 31

امام حسین علیہ السلام کی نگاہ میں موت کی حقیقت 31

<۴٠> 32

نیک انجام رکھنے والا سردار 32

<۴١> 33

ان کو مکہ و منیٰ پہچانتے هیں 33

<۴٢> 35

امام باقر علیہ السلام ، نور درخشاں 35

<۴٣> 36

ایک شخص عالَم برزخ میں 36

<۴۴> 37

امام صادق علیہ السلام اور انصاف پسند تجارت 37

<۴۵> 38

آخری وقت میں بہت حساس کلام 38

<۴۶> 38

سب سے زیادہ نا فہم انسان 38

<۴٧> 39

ایمان کے دس درجے 39

<۴٨> 40

منطقی کلام 40

<۴٩> 40

فضول خرچی منع هے 40

<۵٠> 41

بد ترین حالت میں موت 41

<۵١> 42

حضرت امام صادق علیہ السلام کی تین نصیحتیں 42

<۵٢> 43

غریبوں کی مدد 43

<۵٣> 43

سوال سے پهلے احسان 43

<۵۴> 44

جاهلوں کا بوجھ عالموں پر 44

<۵۵> 45

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پڑوسی سے (اچھا)سلوک.......... 45

<۵۶> 45

وجود خالق پر دلیل.......... 45

<۵۷> 46

قبول نہ ہونے والی دعائیں.......... 46

<۵۸> 47

امام کاظم علیہ السلام ہارون کے محل میں.......... 47

<۵۹> 48

ظالم حکومت میں نوکری کرنا 48

<۶۰> 48

ابوحنیفہ، امام موسیٰ کاظم (ع)کی خدمت میں 48

<۶۱> 49

آسان موت.......... 49

<۶۲> 50

تقویٰ کا امتیاز 50

<۶۳> 51

بہشتی باغات میں سے ایک باغ.......... 51

<۶۴> 51

فریاد کرنے والی چڑیا.......... 51

<۶۵> 52

امام رضا علیہ السلام کی نظر میں مساوات.......... 52

<۶۶> 52

جیسی مصلحت تھی.......... 52

<۶۷> 53

امام محمد تقی الجواد (ع)کی خدمت میں ایک نیک انسان.......... 53

<۶۸> 53

امام جواد علیہ السلام نے ستم دیدہ کو تسلی دی 53

<۶۹> 54

امام علی نقی علیہ السلام درندوں کے درمیان 54

<۷۰> 56

ایک زناکار عیسائی کے سلسلہ میں امام علی نقی (ع)کا فتویٰ.......... 56

<۷۱> 57

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں نیاز مند 57

<۷۲> 58

ایک سوال کا جواب 58

<۷۳> 58

امام مہدی (عج)، امیر المومنین علیہ السلام کی نظر میں 58

<۷۴> 59

امام مہدی (عج) کی غیبت پر امام صادق (ع)کا گریہ 59

<۷۵> 60

اگر زندہ رہوگے تو ـــ.......... 60

<۷۶> 60

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

امام زمانہ (عج) کا خط..60

دوسرا حصہ :..61

چھاردہ معصومین علیھم السلام کے معاصرین 61

نکات اور اقول 61

<۷۷> 61

جناب سلمان(فارسی) کااسلام کی طرف لگاؤ..61

<۷۸> 64

موت سے کیا ڈرنا؟..64

<۷۹> 65

علم طب کے قوانین..65

<۸۰> 65

مقصد میں استقامت..65

<۸۱> 67

ایسا جنازہ جس کو لے جاتے ھوئے اونٹ رُک گیا 67

<۸۲> 69

باپ کے قتل کی سزا..69

<۸۳> 69

دنیا کے دو مکّاروں کی گفتگو..69

<۸۴> 70

عمر بن سعد کا سر بریدہ 70

<۸۵> 71

دشمن کے اعترافات..71

<۸۶> 71

پتھر پھینکنے والے کی سزا پتھر 71

<۸۷> 72

مناسب جواب 72

<۸۸> 72

لائق ماں اور شائستہ بیٹا..72

<۸۹> 73

نیک لوگ گناہگاروں کے گناھوں کی آگ میں..73

<۹۰> 74

ایک صابرہ عورت..74

تیسرا حصہ: 76

انبیائے الٰھی..76

انبیاء علیھم السلا م اور گزشتہ امتیں 76

<۹۱> 76

غلام بادشاہ بن جاتے ھیں! 76

<۹۲> 77

جناب سلیمان(ع) اور چیونٹی کی گفتگو..77

<۹۳> 78

تین بیویوں کا واقعہ 78

<۹۴> 79

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

گناہگار وں پر غضب! 79
<٩٥> 79
موت کی یاد...79
<٩٦> 80
گناہگار کا موعظہ! 80
<٩٧> 81
بھیڑئے کے منھ میں بچہ...81
<٩٨> 81
ھمیشہ نہ مال باقی بچا اور نہ اولاد...81
....
....

Presented by: https://jafrilibrary.com